www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

www.urdufanz.com------- www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ناشر : طاہر ایس ملک
تزئین : محمد سعید نامدار
سرورق : انداز

اس ناول کے تمام واقعات، مقامات اور کردار
فرضی ہیں۔ کسی قسم کی مشابہت یا مطابقت محض
اتفاقی امر ہوگی جس کے لیے مصنف یا پبلشر
ذمہ دار نہ ہوں گے۔

طاہر ایس ملک
نے اصغر علی، دار عبدالرشید پرنٹرز، لاہور
سے چھپوا کر
انداز پبلی کیشنز، مطبوعاتِ اشتیاق، لاہور
سے شائع کیا۔

40

قیمت : ۔/[illegible] روپے

مطبوعاتِ اشتیاق
۱۲/۹ نصیر آباد، مسلم پورہ، سانڈہ کلاں لاہور
فون : ۷۲۴۹۳۵۶ — ۷۱۱۲۹۹۹۔

انداز پبلی کیشنز
سیکنڈ فلور، میاں مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار۔ لاہور۔

حدیث شریف

حضرت ابو قبیلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں ، پس تم اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو اور پانچوں نمازیں (ٹھیک وقت پر شرائط کے مطابق) پڑھتے رہو اور ماہِ رمضان کے روزے رکھتے رہو اور اپنے مسلمان حکام کی اطاعت کرتے رہو تو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو گے ـــــ

(کنز العمال)

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ

- یہ وقت نماز کا تو نہیں —
- آپ کو سکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا —
- کل آپ کا کوئی ٹسٹ یا امتحان تو نہیں —
- آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دے رکھا —
- آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا —

اگر ان باتوں میں سے کوئی بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے نماز اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو لیں، پھر ناول پڑھیں۔ شکریہ!

مخلص :

اشتیاق احمد

دو باتیں

السلام علیکم —

کچھ قارئین کا خیال ہے، میرے ناولوں میں اب سپنس نہیں رہا، کچھ کا خیال ہے، کم ہو گیا ہے، کچھ کا کہنا ہے کہ سپنس پہلے سے بہت زیادہ ہو گیا ہے اور ہم ناول ایک بار شروع کرنے کے بعد اسے چھوڑ ہی نہیں پاتے ۔ اسی طرح اور بھی بہت سے خیالات اور آرا ہیں ۔ میں ان سب آرا کو پڑھتا تو رہتا ہی ہوں، حیران بھی ہوتا رہتا ہوں ۔ اور سوچتا بھی رہتا ہوں کہ آخر یہ کس طرح ممکن ہے، پھر اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ ہر شخص کی اپنی ایک پسند ہے ۔ ایک رائے ہے ۔ ایک سوچ ہے ۔ ایک اندازہ ہے ۔ وہ انہی کے مطابق رائے دیتا ہے —

تاہم یہ ناول میرے سبھی قسم کے قارئین کے لیے ایک چیلنج ہے ۔ کھلا چیلنج ۔ ہر ناول ایک ہی انداز

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

میں نہیں لکھا جا سکتا ، ایک ہی قسم کا نہیں لکھا جا سکتا ، ہر ناول میں لڑائی بھڑائی زبردستی نہیں ٹھونسی جا سکتی — ہر کام موقع محل کے مطابق ہی اچھا لگتا ہے — آپ کا کیا خیال ہے —

لیجیے — سسپنس کے سیلاب میں بہنے کے لیے تیار ہو جائیے — مجھے ڈر ہے — اس بار سسپنس کی حد درجے زیادتی کی شکایات نہ موصول ہوں — اگر ایسا ہوا تو — تو کے بعد آپ خود ہی اندازہ لگا لیجیے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں — اب کہیں آپ یہ نہ کہہ اٹھیں تو — دو باتیں میں بھی سسپنس پیدا کر گیا — لہذا خدا حافظ —

اشتیاق احمد

معرکے کا بچہ

فون کی گھنٹی بجی ہی تھی کہ محمود نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا :

" ہیلو — کون صاحب ہیں ؟ "

" یہ انسپکٹر جمشید کا گھر ہے ؟ " ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

" جی ہاں : اس میں کوئی شک نہیں ۔ "

عین اسی وقت فاروق اور فرزانہ جلدی سے اپنے کان قریب لے آئے ، لیکن اس کوشش میں دونوں کے سر محمود کے سر سے ٹکرا گئے — بے اختیارانہ انداز میں اس کے منہ سے نکل گیا :

" اوہو ، کیا مصیبت ہے ۔ "

" جی کیا کہا ؟ " دوسری طرف سے حیرت زدہ لہجے میں کہا گیا۔

" اوہ ! معاف کیجیے گا ، میں نے آپ سے نہیں ، اپنے بھائی اور بہن سے کہا تھا — فرمائیے ، آپ کون صاحب ہیں اور

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کیا کام ہے؟"

"میں آپ لوگوں کا ایک ہمدرد ہوں - آپ کو ایک اِطلاع دینے کے لیے فون کیا ہے - غور سے سُنیئے - تھوڑی دیر بعد ہی آپ کے گھر ایک ادھیڑ عمر کی عورت آنے والی ہے - وہ بہت غلط عورت ہے، اوّل درجے کی دھوکے باز عورت، اس سے بچ کر رہیے گا - ہو سکتا ہے، اس کی جیبوں میں کوئی خطرناک چیز بھی ہو - اور وُہ اس چیز کے ذریعے آپ کو نقصان پہنچا جائے۔"

"لیکن آپ کو یہ بات کس طرح معلوم ہوئی؟"

"میں اس عورت کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں - وہ لوگوں کو عجیب عجیب کہانیاں سُنا کر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی ماہر ہے - اور پھر ان سے رقوم حاصل کر لیتی ہے - اور بھی نہ جانے کتنے چکر چلاتی پھرتی ہے - اس بار اس کا رُخ آپ کے گھر کی طرف ہے۔"

"لیکن آپ اس سے کس طرح واقف ہیں؟"

"مم - میں - دراصل میں اس کا مُلازم ہوں، لیکن خُدا سے بہت ڈرتا ہوں - اسی وجہ سے مجھے اس کے مُجرمانہ کاموں سے گھبراہٹ ہوتی ہے اور میں لوگوں کو خبردار کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

"لیکن آپ ایک ایسی عورت کی مُلازمت کرتے ہی کیوں ہیں؟" محمود نے اعتراض کیا۔

"مجبوراً - اگر میں اس کی نوکری چھوڑ دوں تو لوگوں کو کس طرح خبردار کروں کہ وُہ ایک عدد مصیبت میں پھنسنے والے ہیں۔"

"اسے پولیس کے حوالے کرا دیں۔"

"پولیس اس کے خلاف ثبوت حاصل نہیں کر سکتی - میں جانتا ہوں - وُہ بہُت چالاک ہے - شاید اب وُہ پہنچنے ہی والی ہے - پہلے آپ لوگ اس سے نبٹ لیں - میں تفصیل سے اطلاعات تو بعد میں دیتا رہوں گا - ہو سکتا ہے، وُہ آپ لوگوں کے ذریعے ہی گرفتار ہو جائے، گویا گیدڑ نے شہر کا رُخ کر لیا ہے - میں بھی اس کے پنجے سے آزاد ہونے کے لیے بُری طرح بے چین ہوں - کاش وہ وقت جلد آ جائے، خُدا حافظ۔"

محمود کے خُدا حافظ کہنے سے پہلے ہی اس نے ریسیور رکھ دیا ـــ

"تم نے اس کی گفتگو سُن لی؟"

"اسی لیے تو سر تڑوائے تھے۔" فارُوق بولا۔

"پھر کیا خیال ہے؟"

"اس وقت تک کوئی خیال کس طرح قائم کیا جا سکتا ہے، جب

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

تک کر ۔" فرزانہ کے الفاظ درمیان میں رہ گئے ، اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی تھی ۔

انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر محمود مشینی انداز میں دروازے کی طرف چلا گیا :

" اپنی ڈیوٹی بہت اچھی طرح پہچان چکا ہے ۔" فاروق مسکرایا

" کاش ۔ تم بھی اپنی ڈیوٹی اچھی طرح پہچان لو ۔" فرزانہ نے جھلا کر کہا ۔

" میری ڈیوٹی ۔ کیا مطلب ۔ تمھارا اشارہ کس طرف ہے ؟"

" بھئی یہی خاموش رہنے کی ڈیوٹی ۔"

اسی وقت دروازہ کھل گیا ۔ ادھر فاروق کا منہ بری طرح بن گیا تھا ۔ انھوں نے ایک عورت کی آواز سنی اور کان کھڑے کر لیے ۔ یہی نہیں تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے ۔ عورت کہ رہی تھی :

" مم ۔ مجھے ۔ مجھے انسپکٹر جمشید صاحب سے ملنا ہے ۔ بہت ضروری کام ہے ۔"

" وہ ابھی دفتر سے نہیں آئے ۔" محمود نے جواب دیا ۔

" اوہ ۔ تو پھر ۔ وہ کتنے بجے آئیں گے ۔ پپ ۔ پانچ تو بجنے والے ہیں ۔ کسی نے مجھے بتایا تھا کہ وہ پانچ بجے آتے ہیں ۔"

" جی ہاں ! کسی نے آپ کو غلط نہیں بتایا ، لیکن ابھی

پانچ بجنے میں کچھ منٹ ہیں ۔"

" تب ۔ تب میں ان کا انتظار کروں گی ۔"

" اچھی بات ہے ۔ آئیے ۔"

محمود اچانک پیچھے ہٹا اور فاروق سے ٹکرا گیا ، فاروق کے پیچھے فرزانہ تھی ، وہ اس سے ٹکرایا :

" اوہو ۔ کیا مصیبت ہے ۔" محمود کے منہ سے نکلا ۔

" پتا نہیں ۔ آج صبح ہی صبح مصیبت صاحبہ کہاں سے نازل ہو گئی ہے ۔" فاروق بولا ۔

" کک ۔ کون ۔ آپ کہیں مجھے تو مصیبت نہیں کہ رہے ۔"

" ارے نہیں محترمہ ۔ آپ اور مصیبت ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔"

محمود نے جلدی سے کہا ، پھر فاروق کی طرف گھور کر دیکھا :

" یہ تمھیں صبح ہی صبح نظر آ رہی ہے ۔"

" ہاں واقعی ۔ یہ تو شام ہی شام ہے ۔" وہ بولا ۔

تینوں اسے ڈرائنگ روم میں لے آئے ۔

" آپ کو ان سے جو کام ہے ۔ ہمیں بھی بتا سکتی ہیں ۔" محمود نے اس کے بیٹھنے کے بعد کہا ۔

" مم ۔ میرے ۔ میرے شوہر کھو گئے ہیں ۔"

" شوہر کھو گئے ہیں ، کیا مطلب ؟" فاروق کے لہجے میں بلا کی حیرت در آئی ۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"جی ۔ وُہ گم ہو گئے ہیں ۔ آپ کھو جانے یا گم ہو جانے کا مطلب نہیں سمجھتے۔" اس نے جل کر کہا۔

"ہاں یقیناً ، لیکن کھونے اور گم ہونے کا کام تو بچے کیا کرتے ہیں ۔شوہر نہیں۔" فاروق فوراً بولا ۔ محمود اور فرزانہ مُسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

"اس پر تو مجھے حیرت ہے ۔ وُہ کوئی بچے تو نہیں تھے ، پھر کہاں کھو گئے ۔ کیوں کھو گئے ۔ میں نے انھیں ہر جگہ تلاش کیا، تنگ آ کر یہاں آئی ہوں ۔ میں غلط جگہ تو نہیں آئی۔"

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ غلط جگہ آئی ہیں یا درست جگہ۔" محمود نے جواب دیا۔

"کیوں ۔ کیا یہ گھر انسپکٹر جمشید کا نہیں ہے؟"

"ہے تو انھی کا ۔ خیر۔ آپ پوری بات بتائیے ۔ اس واقعے کو کتنے روز ہو گئے ہیں ، آپ نے پولیس کو رپورٹ کی ہے یا نہیں۔"

"سبھی کچھ کر چکی ہوں ۔ پولیس اسٹیشن جا کر رپورٹ درج کرا چکی ہوں ۔ ہر جگہ تلاش کر چکی ہوں ، لیکن ان کا کہیں پتا نہیں چلا اور آج انھیں گم ہوئے سات روز ہو گئے ہیں۔"

"سات روز ۔ اوہ ۔ تب تو واقعی پریشانی والی بات ہے ۔ ان کا آپ سے جھگڑا وگڑا تو نہیں ہوا تھا؟"

"بالکل نہیں ۔ ان کا اور میرا تو ساری زندگی میں کبھی جھگڑا

ہوا ہی نہیں۔" عورت نے کہا۔

"کیا کہہ رہی ہیں۔" فرزانہ کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"کیوں ۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟"

"ہم نے سُنا ہے ۔ میاں بیوی میں جھگڑے ضرور ہوتے ہیں ، ہمیں صرف ایک ایسے میاں بیوی کے بارے میں ضرور معلوم ہے جن کا دعویٰ ہے کہ زندگی میں ان کے درمیان کبھی بھی کسی بات پر بھی جھگڑا نہیں ہوا۔"

"اور وہ ایک میاں بیوی کا مثالی جوڑا کون سا ہے؟"

"جی ہمارے ابّا جان اور امّی جان۔"

عین اُسی وقت بیگم جمشید چائے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوئیں ۔ محمود ، فاروق اور فرزانہ حیران رہ گئے ۔

"امّی جان ۔ آ ۔ آپ ۔" محمود حیرت زدہ رہ گیا۔

"مہمان کو چائے پلاؤ بھئی۔" انھوں نے منہ بنا کر کہا اور ٹرے رکھ کر چلی گئیں۔

"یہ ہیں ہماری امّی۔" فرزانہ بولی۔

"م ۔ مجھے یقین آ گیا۔" عورت بولی۔

"کک ۔ کس بات پر؟" فاروق نے اس کے انداز میں ہکلا کر کہا۔

"اس بات پر کہ ان کا کبھی اپنے شوہر سے جھگڑا نہیں ہوا۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"حیرت ہے — آپ کو کس طرح یقین آگیا۔"

اس وقت تک عورت چائے کا کپ اُٹھا چکی تھی — شاید وہ چائے کی حد درجے شوقین تھی۔ اس نے گھونٹ بھرنے کے بعد کہا:

"ان کے چہرے کے نقوش دیکھ کر — مم — میرے — میرے — ارے — یہ کیا ہوا —" عورت کے منہ سے بوکھلائے ہوئے انداز میں نکلا — پھر کپ اس کے ہاتھ سے گر گیا — چائے کے چھینٹے نہ صرف اس کے بلکہ ان کے کپڑوں پر بھی گرے — ادھر اس کا جسم صوفے پر ڈھیر ہو گیا —

"یہ — یہ کیا کیا آپ نے امی جان؟" فرزانہ نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بیگم جمشید مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئیں اور بولیں:

"اندرونی کمرے والے فون پر اس نا معلوم آدمی کی باتیں میں نے بھی سُن لی تھیں — لہٰذا میں نے سوچا — کیوں نہ اس کو بے ہوش کر کے اس کی جیبوں کا جائزہ لے لیا جائے — آخر یہ کس ارادے سے آئی ہے۔"

"ہوں — ٹھیک ہے — چلو فرزانہ تلاشی لو اس کی۔" محمود بولا۔

فرزانہ نے تلاشی شروع کی اور پھر اس نے ایک بٹن نما چیز نکال کر میز پر رکھ دی — اس کا رنگ سیاہ تھا — اس

میں ننھے ننھے سوراخ بھی تھے۔

"یہ — یہ کیا —" ان کے منہ سے نکلا۔

"آوازیں کیچ کرنے کا آلہ — اسے اگر ہمارے گھر میں کسی جگہ چپکا دیا جائے تو گھر سے باہر ایک دوسرے آلے پر گھر میں ہونے والی باتیں سُنی جا سکتی ہیں — گویا یہ اسی کام کے لیے آئی تھی — امی جان — آپ نے خوب کام دکھایا — ویسے تو ہم ہوشیار ہی تھے۔"

عین اسی وقت دروازے کی گھنٹی بج اٹھی — تینوں ایک ساتھ چلا اُٹھے:

"ابا جان آگئے۔" پھر ایک ساتھ دروازے کی طرف دوڑ پڑے، جلد ہی وہ انسپکٹر جمشید کے ساتھ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے:

"میں نے سُنا ہے بیگم — تم نے کوئی معرکہ مارا ہے۔" وہ مسکرا کر بولے۔

"جی نہیں — اسے معرکہ کسی طرح بھی نہیں کہا جا سکتا — ہاں! معرکے کا چھوٹا سا بچّہ کہہ سکتے ہیں۔"

"معرکے کا بچّہ۔" فاروق کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

"بس بس — خبردار — یہ کسی ناول کا نام نہیں ہو سکتا۔" فرزانہ نے گویا اعلان کیا۔

"جلدی بتاؤ — کیا چکر ہے؟"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

محمود نے تفصیل سنائی۔ انسپکٹر جمشید کی نظریں آلے پر جم گئیں:

"بیگم۔ تم نے اسے بے ہوش کیا، تم ہی ہوش میں لاؤ۔"

"دوا تیار ہے۔" یہ کہ کر انھوں نے ایک انجکشن اس عورت کو لگایا۔ ایک منٹ بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔ چند سیکنڈ کے لیے وہ پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھتی رہی، آخر بولی:

"مم۔ مجھے کیا ہوا تھا؟"

"بس ذرا۔ بے ہوش ہو گئی تھیں۔ ادھر آپ بے ہوش ہوئیں ادھر آپ کی جیب سے یہ سیاہ چیز نکل آئی۔"

"سیاہ چیز۔ کیا مطلب؟"

"ادھر دیکھ لیں۔ مطلب واضح ہو جائے گا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

عورت کی نظریں اس چیز پر جم گئیں۔ چند لمحے تک وہ الجھن کے عالم میں اس کی طرف دیکھتی رہی، پھر بولی:

"میں نہیں جانتی۔ یہ کیا چیز ہے۔ اور میری جیب میں کیسے آئی۔"

"ہاں! اس کے علاوہ آپ کیا کہہ سکتی ہیں۔ ابا جان۔ کیا میں انکل اکرام کو فون کروں۔"

"ہاں کر دو۔ انھیں قانون کے حوالے تو کرنا ہی پڑے گا۔"

"کیا مطلب۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"یہ جاسوسی کا ایک آلہ ہے۔ آپ میرے گھر کی جاسوسی کے لیے یہ یہاں لائی تھیں۔ کسی مناسب جگہ چپکا کر چلی جاتیں اور پھر آس پاس کے کسی گھر میں یا کسی جگہ بھی ہمارے گھر میں ہونے والی گفتگو سنی جا سکتی تھی۔"

"کیا۔ نہیں۔" عورت اچھل پڑی، پھر دھڑام سے گری۔ اور بے ہوش ہو گئی۔

"دوسری بے ہوشی۔ یہ۔ یہ تو کم از کم۔" فاروق نے کہنا چاہا۔

"دھت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"اب اسے ہوش میں لانے کی ضرورت نہیں۔ خود ہی آتی رہے گی۔ آؤ ہم چائے پییں۔"

وہ صحن کی طرف مڑ گئے۔ جلد ہی اکرام وہاں پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ لیڈی پولیس بھی تھی۔ وہ اس عورت کو لے گئے، ٹھیک دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی۔ انسپکٹر جمشید اس وقت ہاتھ دھونے کے لیے گئے ہوئے تھے۔ محمود نے ریسیور اٹھایا ہی تھا کہ وہی باریک سی آواز سنائی دی:

"کیوں! میں نے ٹھیک کہا تھا نا۔"

"ہاں۔ واقعی۔" محمود نے کہا۔

"بہت جلد میں آپ کو ایک اور کام کی اطلاع دوں گا۔"

"بہت بہت شکریہ۔ آپ کا نام اور پتا کیا ہے؟" محمود نے

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا گیا۔

"کس کا فون تھا؟" انسپکٹر جمشید واپس آتے ہوئے بولے۔

"اسی آدمی کا۔ جس نے عورت کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ اپنا نام اور پتا اس نے اب بھی نہیں بتایا۔"

عین اسی وقت فون کی گھنٹی پھر بجی۔ انسپکٹر جمشید نے ریسیور اُٹھایا:

"ہیلو سر۔ وُہ عورت ہوش میں آگئی ہے۔ آپ سے ملنا چاہتی ہے۔"

"اب وُہ کیا کہنا چاہتی ہے؟"

"اس کا کہنا ہے۔ وُہ صرف اور صرف آپ سے بات کرے گی۔"

"اچھا۔ میں آ رہا ہوں۔" یہ کہ کر اُنھوں نے ریسیور رکھ دیا۔

تینوں کو لے کر وُہ دفتر پہنچے۔ عورت حوالات میں تھی، انھیں دیکھتے ہی سُلاخوں سے آ لگی:

"میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ وُہ۔ وُہ چاہتا ہے۔ میرے شوہر کا کوئی سُراغ نہ لگے۔ اسے ڈر محسوس ہوا کہ کہیں آپ

سُراغ لگانے میں کامیاب نہ ہو جائیں۔ اس لیے اس نے میری جیب میں وُہ سیاہ سی چیز ڈال دی۔ میرے تو فرشتوں کو بھی معلوم نہیں کہ وُہ کیا چیز ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اطمینان سے بات کریں، میں آپ کی پوری بات سُنے بغیر نہیں جاؤں گا۔" وُہ بولے۔

"آج سے سات دن پہلے میرے شوہر ڈیوٹی سے گھر نہیں آئے۔ میں نے ان کی دکان پر جا کر پتا کیا۔ وہ وہاں نہیں تھے۔ انھوں نے بتایا کہ وُہ گھر جا چکے ہیں۔ اس رات میں رشتے داروں کے گھر تلاش کرتی پھری۔ دوسرے دن پولیس میں رپورٹ درج کرائی۔ آپ ان باتوں کی تصدیق میرے رشتے داروں، محلے داروں اور اس دکان سے کر سکتے ہیں جس پر وُہ کام کرتے تھے۔"

"ہوں۔ بات تو ٹھیک ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ کسی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یعنی اس نے آلہ آپ کی جیب میں کس لیے رکھ دیا۔"

"تاکہ آپ مجھے غلط خیال کریں، میری کوئی بات نہ سنیں اور مجھے جیل بھجوا دیں۔ اس طرح ظاہر ہے۔ آپ میرے شوہر کی گم شدگی کے کیس پر کوئی کام نہیں کریں گے۔ اور یہی وُہ چاہتا ہے۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"کون ۔ کیا آپ اُسے جانتی ہیں ؟"

"نہیں ۔ لیکن کوئی شخص ایسا ضرور ہے ۔ جو یہ چاہتا ہے کہ میرا شوہر نہ ملے ۔"

"خیر ۔ میں دیکھوں گا ۔ پولیس اسٹیشن کا نام لکھوائیے ۔ اس دکان کا نام بھی لکھوا دیں ۔ جس پر آپ کے شوہر ملازم ہیں ۔"

"میرے شوہر کا نام حامد خالدی ہے ۔ میرا نام رضیہ ہے ۔ فیروز آباد میں ہم رہتے ہیں مکان نمبر ۱۱۰ میں ۔ وہ فیروز آباد ہی کی دواؤں کی ایک دکان پر سیلز مین ہیں ۔ وہاں سے آٹھ سو روپے ماہوار تنخواہ لیتے ہیں ۔ ہم دونوں میاں بیوی ہی ہیں، گھر میں اور کوئی بھی نہیں ہے ۔ ہمارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا ۔ وہ دس سال کا ہو کر مر گیا تھا ۔ اس کی یاد میں ہم آج تک روتے ہیں ۔ اس پر شوہر گم ہونے کی مصیبت ۔ اور اب سازش کا ایک جال میں اپنے گرد محسوس کر رہی ہوں ۔"

"اکرام ۔ تھانے کو فون کرو ۔ دواؤں کی دکان سے بھی تصدیق کرو ۔ ہاں محترمہ ۔ دواؤں کی دکان کا نام آپ نے نہیں بتایا ۔"

"ریاض میڈیکل سٹور ۔ فون نمبر ۳۶۴۲ ۔"

اکرام چلا گیا ۔ ایسے میں انسپکٹر جمشید بولے :

"آپ کے شوہر کا کسی مجرمانہ ذہنیت کے آدمی سے تو کوئی تعلق نہیں ۔"

"جی نہیں ۔ وہ تو دکان سے گھر اور گھر سے دکان کے سوا کہیں بھی نہیں جاتے تھے ۔"

"ان کا کوئی دوست تو ہوگا ہی ؟"

"ہاں ۔ صرف ایک ، اس کا نام احسان کریم ہے ۔"

"احسان کریم کہاں رہتے ہیں ؟"

"ہمارے محلے میں ہی ، ان کے مکان کا نمبر ۲۰۳ ہے ۔"

انسپکٹر جمشید نے محمود کی طرف دیکھا اور اس نے یہ نام اور پتا نوٹ بک میں لکھ لیا ۔ پانچ منٹ بعد اکرام کی واپسی ہوئی :

"ان کی طرف سے شوہر کی گم شدگی کی رپورٹ درج کرائی گئی تھی ۔ ریاض میڈیکل سٹور والوں نے بھی ان کے بیان کی تصدیق کی ہے ۔ حامد خالدی ان کی دکان پر سات روز سے نہیں آ رہے ۔"

"ہوں ۔ انھیں حوالات سے نکال دو ۔ اور گھر جانے دو ۔ محترمہ ۔ میں آپ کے شوہر کو تلاش کرنے کی کوشش کروں گا ۔ اور اگر آپ مجرمہ ہیں ۔ تو بھی سُن لیں ، آپ بچ نہیں سکیں گی ۔"

"بہت بہت شکریہ ۔"

وہ گھر پہنچے ہی تھے کہ فون کی گھنٹی بجی ۔ انسپکٹر جمشید نے ریسیور اُٹھایا ہی تھا کہ ایک باریک سی آواز سُنائی دی :

"تو آپ لوگ اس عورت کے دھوکے میں آ ہی گئے ۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

واقعی وُہ بہت چالاک ہے ۔ اسی لیے تو آج تک گرفتار نہیں کی جا سکی ۔ اس کا شوہر واقعی گم ہو گیا ہے ، لیکن اسے گم کرنے میں خود اس کا ہاتھ ہے ۔ وہ اس کی کارروائیوں کو پسند نہیں کرتا تھا ۔ اسے خود ہی غائب کر کے رپورٹ لکھوا دی ۔ پھر بھلا تھانے سے اور میڈیکل سٹور سے اس کی باتوں کی تصدیق کیوں نہ ہوتی ۔ میں نے آپ لوگوں کو خبردار بھی کر دیا تھا ، لیکن آپ پھر بھی اس کی چال میں آ گئے ۔ اور میں پھر اس کا غلام کا غلام رہ گیا ۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا گیا ۔ انسپکٹر جمشید نے اُلجھن کے عالم میں ان کی طرف دیکھا اور بولے :

" تمھیں جس نا معلوم آدمی نے فون کیا ۔ کیا ۔ اس کی آواز باریک سی تھی ؟"

" جی ہاں ۔ کیا وہی تھا ؟"

" ہاں !" انھوں نے کہا اور اس کے الفاظ دہرا دیے ۔

" پھر ۔ اب کیا خیال ہے ؟"

" تم اسی وقت اس عورت کے گھر جاؤ ۔ گھر کا جائزہ لو ۔ ہو سکے تو تلاشی بھی لے ڈالو ۔ پھر ریاض میڈیکل سٹور جاؤ ۔ اس کے شوہر کے بارے میں معلومات حاصل کرو ۔ شوہر کی تصویر مل سکے تو اچھا ہے ۔ یا کم از کم اس کا حُلیہ نوٹ

کر کے لانا ۔"

" اور آپ اس دوران کیا کریں گے ۔ کم از کم آپ آرام تو کر نہیں سکتے ۔" فرزانہ نے بغور ان کی طرف دیکھا ۔

" فرزانہ ۔ تم بہت ذہین ہو ۔ واقعی میں آرام نہیں کروں گا ۔ اس کیس میں مجھے کوئی عجیب سی بات معلوم ہو رہی ہے ، اس نا معلوم آدمی کا رویہ سمجھ میں نہیں آیا ۔ وُہ اس عورت کا غلام کیوں ہے ۔ عورت کیا چاہتی ہے ۔ اس کا شوہر کہاں ہے ۔ میں یہ سب باتیں جاننے کے لیے بہت بے چینی محسوس کر رہا ہوں ۔ لہذا میں بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھوں گا ۔ میں نے اس وقت تک کے حالات کا جائزہ لے کر ایک اندازہ لگایا ہے ۔ اور اب میں اس اندازے کے مُطابق کام کروں گا ۔"

" اندازہ ۔ کیسا اندازہ ؟"

" ایک بات اس پورے معاملے میں بہت ہی عجیب ہے ، شاید تم اندازہ نہیں لگا سکے ۔"

" عجیب باتیں تو خیر اس کیس میں کئی ہیں ، نہ جانے آپ کا اشارہ کس بات کی طرف ہے ۔" فارُوق نے گھبرا کر کہا ۔

" وُہ عجیب بات یہ ہے کہ اس نا معلوم آدمی نے عورت کے آنے سے پہلے فون کیا تھا ، پھر اس نے فون پر یہ بھی کہا تھا ۔ کہ وُہ چونکہ اب پہنچنے ہی والی ہے ۔ اس لیے میں

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

فون بند کرتا ہوں۔ تم نے مجھے یہی بتایا تھا۔ ٹھیک ہے نا۔"

"ج۔ جی ہاں۔" محمود ہکلایا۔

"تو پھر سوال یہ ہے کہ اس نا معلوم آدمی کو اس حد تک درست اندازہ کس طرح تھا، پھر جب ہم نے اسے حوالات بھیج دیا تو اس نے پھر فون کیا۔ اسے اس قدر جلد کس طرح پتا لگ گیا کہ ہم نے اسے حوالات بھیج دیا ہے۔۔ پھر جب ہم اس سے مل کر یہاں آئے تو اس نے تیسری بار فون کیا۔ گویا اسے یہ اطلاع بھی مل گئی کہ ہم نے اسے رہا کر دیا ہے۔ یہ ہیں وہ باتیں جو مجھے شدید الجھن میں مبتلا کر رہی ہیں۔ آخر یہ نا معلوم آدمی کیا چیز ہے۔ کون ہے۔ کیا چاہتا ہے۔ اس عورت سے اس کا کیا تعلق ہے۔ کہیں دونوں مل کر ہمارے خلاف کوئی چکر تو نہیں چلانا چاہتے، ان باتوں نے مجھے فکر مند بھی کر دیا ہے۔ لہٰذا میں ایک طریقے سے کام کروں گا۔ تم روانہ ہو جاؤ۔"

"جی بہتر۔ یہ لیجیے۔ ہم یہ گئے۔" محمود نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

تینوں باہر نکل کر موٹر سائیکلوں پر بیٹھے اور فیروز آباد کی طرف روانہ ہو گئے۔ مکان نمبر ایک سو دس تلاش کرنے میں انھیں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ دستک کے جواب میں فوراً

ہی دروازہ کھلا اور رضیہ کی صورت دکھائی دی۔ انھیں دیکھ کر وہ دھک سے رہ گئی:

"آپ لوگ اور یہاں۔"

"کیوں۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"ہاں ٹھیک تو ہے۔ آئیے۔" اس نے انھیں راستہ دیا۔

تین کمروں کا ایک چھوٹا سا مکان تھا۔ انھوں نے تینوں کمروں کا جائزہ لیا۔ باورچی خانہ اور غسل خانہ دیکھا۔ ایک ایک دیوار اور الماری کو چیک کیا۔ ادھر رضیہ کا مارے حیرت کے برا حال تھا۔ آخر اس سے رہا نہ گیا۔ بول اٹھی:

"آخر آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟"

"کیا آپ چاہتی ہیں، آپ کے شوہر مل جائیں۔"

"میں اور یہ نہ چاہوں گی۔"

"تو پھر سوالات نہ کریں، جو کچھ ہم کرتے ہیں، کرنے دیں، اور ہاں۔ وہ غلام کہاں ہے؟"

"غلام۔ کون سا غلام۔ کیسا غلام۔" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"تو آپ کا کوئی ملازم یا غلام نہیں ہے؟"

"آپ۔ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ میرے شوہر دواؤں

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کی ایک دکان پر کام کرتے ہیں — جہاں سے انھیں صرف آٹھ سو روپے تنخواہ ملتی ہے — اور بس "

" ہوں — خیر آپ بُرا نہ مانیں — ارے — یہ کیا " اچانک فرزانہ کے مُنہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا —

سبزہ زار

" کہاں — کیا — " فاروق نے مُنہ بنایا۔

" وہ — دروازے کی طرف دیکھو — " فرزانہ نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

ان کی نظریں دروازے کی طرف اٹھ گئیں — اس دروازے سے وُہ ابھی تھوڑی دیر پہلے گزر کر اندر آئے تھے — عورت نے ان کے سامنے دروازہ بند کیا تھا ، لیکن اب وُہ دروازہ کھُلا ہوا تھا — اور دروازے کے ساتھ اندر کی طرف فرش پر ایک زرد لفافہ پڑا تھا — عورت کی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھیل گئیں —

تینوں تیزی سے آگے بڑھے — دروازے سے باہر نکل کر دیکھا — گلی میں کوئی بھی نہیں تھا — اب محمود نے جُھک کر وُہ لفافہ اُٹھا لیا — لفافے کو گوند نہیں لگایا گیا تھا — اندر کاغذ کا ایک پُرزہ نظر آیا ، اسے نکالا تو یہ الفاظ لکھے نظر

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

آئے :

"یہ عورت دُنیا کی چالاک ترین عورت ہے، تمھیں ضرور
چکر دینے میں کامیاب ہو جائے گی — مجھے یقین ہو
چلا ہے —

نا معلوم ہمدرد۔"

الفاظ پڑھ کر اُنھوں نے ایک دُوسرے کی طرف دیکھا —
پھر ان کی نظریں عورت پر جم گئیں :

"کیا آپ پڑھی لکھی ہیں ؟"

"جی ہاں — میٹرک پاس ہوں۔"

"اسے پڑھ لیں۔" محمود نے کاغذ اس کی طرف بڑھا دیا —
اس نے الفاظ پڑھے اور بوکھلا کر بولی :

"یہ — یہ کس نے لکھا ہے ؟"

"اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ آپ نے ہمارے
سامنے اپنے گھر کا دروازہ بند کیا تھا، لیکن اب وُہ کھُلا
ہے — مطلب یہ کہ چٹخنی گری ہوئی ہے — آخر یہ سب کیا ہے ؟"

"میرے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں کہ یہ سب کیا ہے۔"

"کیا آپ کا کوئی غلام ہے ؟"

"غلام — اس دور میں غلام کہاں ملتے ہیں، مُلازم ضرور
ملتے ہیں، لیکن جس عورت کا خاوند کسی دکان پر آٹھ سو

روپے پر ملازم ہو — وُہ کسی کو کیا مُلازم رکھے گی۔"

"بلیک میل کے ذریعے بھی کسی کو غلام بنایا جا سکتا ہے۔"

"توبہ توبہ — میں تو ایسا کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ
سکتی —"

"آپ کے شوہر کہیں سیر وغیرہ کے لیے جانے کے تو عادی نہیں
ہیں ؟" فرزانہ نے کچھ سوچ کر پُوچھا۔

"ہاں — وُہ روزانہ صبح سویرے سیر کے لیے جاتے ہیں، لیکن
شاید آپ بھُول گئے — وُہ صبح کے وقت نہیں، شام کے وقت
غائب ہوئے ہیں۔"

"ہم بھولنا نہیں جانتے، آپ فکر نہ کریں، ایک ایک
بات ہمیں یاد ہے۔"

"شکریہ — اس رقعے اور دروازے کے بارے میں آپ نے
کیا اندازہ لگایا۔"

"یہی تو ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں۔"

"افسوس ! میں تو کچھ بھی نہیں جانتی۔"

"ہوں خیر — آپ دروازے کو ہاتھ نہ لگائیے گا، فاروق تم
انکل اکرام کو فون کرو — وہ ایک فنگر پرنٹ والے کو لے کر یہاں
آ جائیں — دروازہ کھولنے والا چٹخنی پر اپنی انگلیوں کے نشانات
ضرور چھوڑ گیا ہوگا — اور یہ نشانات ہمارے بہت کام آئیں

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

گے۔"

"اچھی بات ہے۔" فاروق نے کہا اور گھر سے باہر نکل گیا۔

"ایک کام کی چیز یہ تحریر ہمارے ہاتھ لگ گئی ہے۔ محترمہ آپ اپنے ہاتھ سے چند الفاظ لکھ کر دے سکتی ہیں؟"

"کیوں! اس کی کیا ضرورت پڑ گئی؟"

"ہم تحریر سے تحریر ملا کر دیکھیں گے۔"

"آپ شاید میرے بارے میں شک میں مبتلا ہو گئے ہیں۔"

"یہ ہماری پرانی عادت ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔" فرزانہ نے مسکرا کر کہا۔

رضیہ نے بُرا سا منہ بنایا اور پھر ایک کمرے میں چلی گئی۔ دونوں اس کے پیچھے کمرے میں آ گئے۔ اس نے ایک کاغذ لیا اور قلم سے چند جملے لکھ کر کاغذ ان کی طرف بڑھا دیا۔ دونوں نے تحریر کو بغور دیکھا:

"دونوں تحریروں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔"

"تو کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ میں نے اپنے خلاف خود ہی یہ تحریر لکھ دی ہو گی۔" عورت نے جل کر کہا۔

"ہم ہر قسم کی باتیں سوچنے کے عادی ہیں، تجربے نے ہمیں یہی سکھایا ہے۔" فرزانہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تب آپ لوگ اس نامعلوم آدمی کے بارے میں کیوں نہیں

غور کرتے؟" اس نے کہا۔

"ہم اس کے بارے میں بھی غور کر رہے ہیں۔ ہاں۔ آپ بتا رہی تھیں کہ حامد خالدی صاحب سیر کے لیے جایا کرتے تھے، کیا آپ کو معلوم ہے، وہ کس سمت میں جایا کرتے تھے؟"

"جنوبی سڑک پر ایک سبزہ زار ہے۔ اس کی طرف جانے کے عادی تھے، لیکن میں آپ سے کہہ چکی ہوں۔ وہ صبح کے وقت نہیں۔ شام کے وقت غائب ہوئے یا کیے گئے ہیں۔"

"آپ کے خیال میں کسی کو کیا ضرورت پڑی کہ انھیں اغوا کرتا۔ کسی دولت مند کو اغوا کرنے کے واقعات تو اخبارات میں عام ہوتے ہیں۔"

"میں بھی اسی بات پر حیران ہوں۔"

اسی وقت فاروق اندر داخل ہوا اور بولا:

"وہ آ رہے ہیں۔"

آخر اکرام پہنچ گیا۔ دروازے پر چٹخنی کے آس پاس سے انگلیوں کے نشانات اٹھائے گئے۔ کاغذ پر سے تو اب اٹھائے نہیں جا سکتے تھے، کیوں کہ وہ اسے ہاتھوں میں لے چکے تھے۔ پندرہ منٹ بعد فنگر پرنٹ کے ماہر نے پُر جوش انداز میں کہا:

"انگلیوں کے نشانات موجود ہیں۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"کہیں۔ وہ ان کے تو نہیں۔" محمود نے عورت کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہ بھی دیکھ لیتے ہیں۔"

رضیہ کے نشانات لیے گئے۔ ان کو آپس میں ملایا گیا اور پھر اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا:

"جی نہیں۔ نشانات مختلف ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے۔ جب ہم اندر داخل ہوئے۔ مکان میں رضیہ صاحبہ کے علاوہ کوئی اور بھی تھا۔"

"ن۔ نہیں۔ ارے باپ رے۔" رضیہ کانپ اُٹھی۔

"جوں ہی ہم اندر داخل ہوئے اور کسی کمرے میں گئے، وہ کسی کونے سے نکل کر دروازے کی طرف آیا۔ چٹخنی گرائی، یہ لفافہ وہاں رکھا اور باہر نکل گیا۔"

"ن۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بھلا کوئی میرے گھر میں کس طرح داخل ہو سکتا ہے۔ جب کہ میں ہر وقت دروازہ بند رکھتی ہوں۔"

"ہاں! یہ ہمیں دیکھنا ہو گا کہ وہ اندر کس طرح داخل ہوا تھا، لیکن اس میں اب ہمیں کوئی شک نہیں کہ اندر آپ کے علاوہ کوئی اور موجود تھا۔"

"یا اللہ رحم۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"آئیے انکل۔ ذرا چھت کا جائزہ لے لیں۔ کیا خبر وہ شخص چھت کے ذریعے مکان میں داخل ہو گیا ہو، لیکن میں حیران ہوں کہ وہ شخص چاہتا کیا ہے۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

اکرم نے کوئی جواب نہ دیا۔ بھلا وہ کیا بتا سکتا تھا کہ وہ نامعلوم آدمی کیا چاہتا ہے۔ آخر وہ چھت پر آئے۔ چھت کا جائزہ لیا۔ مکان کے پچھلی طرف ایک کھلا میدان سا تھا۔ اس میں اینٹیں اور روڑے پڑے تھے۔ دور دور تک کوئی آدمی نہیں تھا۔ اور اس ٹنک سے پانی کا ایک پائپ نیچے تک جا رہا تھا۔

"اس پائپ کے ذریعے کوئی نہایت آسانی سے چھت پر چڑھ سکتا ہے اور زینے میں دبک کر بیٹھ سکتا ہے۔" فرزانہ بولی۔

"تب۔ اس پائپ پر بھی اس کی انگلیوں کے نشانات ضرور ہوں گے۔"

"اوہ۔ ہاں۔ ضرور۔" فنگر پرنٹ والے نے کہا اور باہر جانے کے لیے نیچے کا رخ کیا۔

"یہ معاملہ بھی طے ہو گیا کہ کوئی اندر آ سکتا تھا۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"لیکن یہ بات ابھی تک سمجھ میں نہیں آئی کہ آخر اسے

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پہلے وہ فون کرتا رہا اور پھر خود یہاں پہنچ گیا۔"

"اُلجھن بڑھتی جا رہی ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تو کیا ہوا۔ مزا آ رہا ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"مزے کی کیا بات ہے۔ مزا تو آتا ہی رہتا ہے۔ کوئی نئی بات نہیں۔" فاروق نے اسے گھورا۔

وہ نیچے پہنچے۔ ادھر فنگر پرنٹ کا ماہر اندر داخل ہوا۔ اس نے بتایا:

"پائپ پر بھی اسی شخص کی انگلیوں کے نشانات موجود ہیں جس کے چٹخنی پر پائے گئے ہیں۔"

"چلیے۔ ایک بات تو طے ہوئی۔ شکریہ انکل۔ اب آپ حضرات تشریف لے جا سکتے ہیں۔"

ان کے جانے کے بعد محمود نے کہا:

"آؤ بھئی۔ اب چلیں۔ ابھی ہمیں ریاض میڈیکل سٹور بھی جانا ہے۔"

باہر نکل کر وہ موٹر سائیکلوں کی طرف بڑھے ہی تھے کہ محمود چلتے چلتے رُک گیا۔

"کیوں۔ خیر تو ہے۔"

"یہاں حامد خالدی کا دوست احسان کریم بھی تو رہتا

ہے۔ مکان نمبر ۲۰۳ ہے۔ کیوں نہ لگے ہاتھوں اس سے بھی مل لیں۔"

"ٹھیک ہے۔ کوئی حرج نہیں۔ شاید وہ کوئی کام کی بات بتا سکے۔"

۲۰۳ نمبر کا مکان انہیں جلد ہی مل گیا۔ لیکن اس کے دروازے پر ایک بڑا سا تالا لگا ہوا تھا۔ انھوں نے مایوسانہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور ریاض میڈیکل سٹور کی طرف روانہ ہوئے:

"مجھے ایک خیال سوجھا ہے۔ کہیں حامد کا یہ دوست احسان کریم ہی تو پائپ کے ذریعے اپنے دوست کے گھر میں داخل نہیں ہوا تھا۔ ظاہر ہے۔ اس نے مکان کو اندر سے دیکھ رکھا ہے۔ اس کے لیے یہ کام اور بھی آسان تھا۔"

"ہوں۔ واقعی۔ یہ عین ممکن ہے، لیکن سوال تو یہ ہے کہ اسے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" محمود نے اعتراض کیا۔

"یہ ہم بعد میں سوچ لیں گے۔" فرزانہ بولی۔

ریاض میڈیکل سٹور کے سامنے پہنچ کر وہ موٹر سائیکلوں سے اُترے۔ انھوں نے دیکھا، وہ ایک بہت بڑی دکان تھی۔ کاؤنٹر پر ایک موٹے جسم کا آدمی بیٹھا تھا۔ اندر دو

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

سیلز مین گاہکوں کو دوائیں دے رہے تھے۔ وُہ موٹے جسم والے کے سامنے جا کھڑے ہوئے:

"شاید آپ ہی مسٹر ریاض ہیں؟"

"جی ۔ جی ہاں ۔ میں ہی ریاض ہوں، اس میڈیکل سٹور کا مالک ۔ کاؤنٹر کلرک اس وقت ایک کام سے گئے ہیں ۔ بتائیے ۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"ہم مسٹر حامد خالدی کے بارے میں بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔" محمود نے کہا ۔

"کیا بات کرنا چاہتے ہیں ۔ اس کے بارے میں تو پولیس پہلے ہی کئی بار سوالات کر چکی ہے ۔ کیا آپ کا تعلق بھی پولیس سے ہے۔"

"جی نہیں ۔ ہمارا تعلق ایک حد تک محکمۂ سُراغرسانی سے ہے ۔ اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو۔" فارُوق شوخ آواز میں بولا ۔

"مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔ میری طرف سے تو وُہ کل کے بچّے مُلازم رکھ سکتے ہیں۔"

"آپ فکر نہ کریں، ہم محکمے کے مُلازم نہیں ہیں ۔ ویسے آپ ہمیں بھی کل کے بچّے خیال کر سکتے ہیں۔" فارُوق نے جلدی سے کہا ۔

"آپ عجیب لوگ ہیں۔"

"ہاں! اس میں بھی کوئی شک نہیں ۔ خیر ۔ یہ مسٹر حامد خالدی کس قسم کے آدمی ہیں؟"

"نہایت ایمان دار ۔ حلال رزق کی تلاش میں رہنے والے ۔ ناجائز طریقے سے ایک پیسہ بھی وصول کرنے کے حق میں نہیں۔"

"بہت خوب، پھر تو آپ کو اتنے ایمان دار ملازم کی غیر حاضری بہت محسوس ہو رہی ہو گی۔"

"جی ہاں ۔ بہت ۔ لیکن کیا ہی کیا جا سکتا ہے ۔ ہمارے مُلک کی پولیس بھی تو ناکارہ ہو کر رہ گئی ہے ۔ سوائے رشوت لینے کے اسے کوئی کام نہیں ۔ غضب خُدا کا، سات دن ہو گئے اور اس غریب کا کوئی پتا نہیں چلا، یہاں سے چھٹی کر کے گھر کی طرف روانہ ہوا تھا اور گھر نہیں پہنچا ۔ یعنی راستے میں سے ہی اسے کسی نے غائب کر دیا ۔ توبہ کیا وقت آ گیا ہے۔" اس نے کانوں کو ہاتھ لگایا ۔

"لیکن جناب ۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وُہ خود کہیں چلا گیا ہو۔"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں ۔ میری تو عقل خبط ہو چکی ہے ۔ میری نسبت میرا وُہ سیلز مین حامد کے بارے میں زیادہ بتا سکے گا ۔ آپ اس سے بات کر لیں ۔ بس وُہ فارغ ہوا ہی

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

چاہتا ہے۔" اس نے بیزاری کے انداز میں کہا۔

دو منٹ بعد اس نے سیلز مین کو آواز دی:

"بانکے میاں۔ یہ تم سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"جی مجھ سے؟" اس نے حیران ہو کر کہا۔ یہ ایک پتلا دُبلا نوجوان آدمی تھا۔ چہرے سے خوش مزاج نظر آتا تھا۔

"ہاں تم سے۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ تمہارے فرشتوں سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"آئیے جناب۔ یہیں تشریف لے آئیے۔"

وُہ اس کے نزدیک پہنچ گئے:

"آپ حامد خالدی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟" محمود نے پُوچھا۔

"کیا کہوں۔ جو آپ کہیں کہہ دوں۔" اس نے فوراً جواب دیا۔

"بھئی واہ۔ یہ ہوا نا جواب۔ چلیے آپ یہ بتا دیں۔ وُہ کہاں ہے؟"

"یہ تو ابھی تک پولیس بھی معلوم نہیں کر سکی۔" بانکے میاں نے کہا۔

"ان کا کوئی معمول۔ کوئی اُٹھنے بیٹھنے کی جگہ۔ یہاں سے چھٹی کرنے کے بعد وہ کہاں جایا کرتے تھے؟" محمود نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پُوچھا۔

"ہاں! یہ میں بتا سکتا ہوں۔ میں نے دکان سے چھٹی کرنے کے بعد شام کو اسے جنوبی سڑک کی طرف جاتے دیکھا ہے۔ ادھر ایک سبزہ زار ہے۔"

وُہ چونک اُٹھے۔ آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

زن کے بعد کچھ

"آپ نے کیا کہا۔ وُہ شام کے وقت اس سبزہ زار کی طرف جایا کرتے تھے۔" محمود نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"ہر روز نہیں ۔ کبھی کبھار میں نے اسے ادھر جاتے دیکھا ہے ، دراصل میرا گھر بھی اسی طرف ہے نا۔"

"اوہ ! یہ عجیب بات ہے۔" فارُوق بڑبڑایا۔

"جی ! اس میں عجیب بات کیا ہے؟" اس نے بھی حیران ہو کر پُوچھا۔

"اس کی بیوی نے بھی یہی بتایا ہے کہ وُہ سیر کے لیے جنوبی سڑک کے سبزہ زار کی طرف جایا کرتے تھے۔"

"یہ تو اور بھی اچھی بات ہے ۔ تصدیق ہو گئی۔" بانکے میاں نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں واقعی ۔ خیر آپ کا بہت بہت شکریہ ۔ آپ نے یہ بہت کام کی بات بتائی ، آؤ بھئی چلیں۔" محمود نے کہا اور

ان کے ساتھ دکان سے باہر نکل آیا :

"ابھی کافی وقت ہے ۔ کیوں نہ ہم اس سبزہ زار کی طرف بھی ہو آئیں۔"

"ضرور کیوں نہیں ۔ تم پر تو بھُوت سوار ہو چکا ہے ، اب کہاں رکو گے۔" فارُوق نے بھنّا کر کہا۔

"تو پھر تم بھی اپنے اوپر بھُوت سوار کر لو ۔ کیوں فرزانہ ، کیا خیال ہے؟"

"جس روز اس پر بھُوت سوار ہوا ، نفلیں ادا کروں گی۔" فرزانہ نے مُسکرا کر جواب دیا۔

"لیکن کتنی؟" فارُوق جلدی سے بولا۔

"چلو ۔ سو پڑھوں گی۔"

تب تو میں ابھی بھُوت سوار کیے لیتا ہوں۔" فارُوق نے فوراً کہا اور وُہ مسکرا کر رہ گئے ۔ جلد ہی وُہ موٹر سائیکلوں پر بیٹھے جنوبی سبزہ زار کی طرف اُڑے جا رہے تھے ۔ پندرہ منٹ بعد سبزہ زار شروع ہو گیا ، ساتھ ہی وُہ پریشان ہو گئے ، کیوں کہ اُس وقت تو وہاں ہُو کا عالم طاری تھا ۔ دُور دُور تک کوئی بھی شخص نظر نہیں آ رہا تھا ۔ وُہ موٹر سائیکلوں سے اُتر کر سبزہ زار میں داخل ہو گئے :

"اس طرف کون سیر کرنے آتا ہو گا۔" فارُوق نے مُنہ

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

بنایا۔

"کچھ سرپھرے آ ہی جاتے ہوں گے۔"

"ہاں! جیسے ہم۔" فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

تن آور درخت سڑک کے دونوں طرف تھے۔ دائیں اور بائیں طرف میدان میں بھی درخت ہی درخت نظر آ رہے تھے۔ زمین پر ان کے درمیان گھاس بھی تھی، لیکن یہ بے تحاشا بڑھی ہوئی تھی۔ شاید اسے کوئی کاٹتا نہیں تھا۔

"مم۔ میں۔" فرزانہ ہکلا کر رہ گئی۔

"مم۔ میں کیا۔ کم از کم میں تمھیں بکری خیال نہیں کر سکتا۔"

"میں خطرہ محسوس کر رہی ہوں۔"

"خطرہ۔ خطرہ یہاں کہاں۔ ایسی کی تیسی خطرے کی۔" فاروق نے تلملا کر کہا۔

"یہ لمبے، چوڑے اور گھنے درخت۔ لمبی لمبی گھاس۔ دور دور تک کسی انسان کا نہ ہونا۔ ذرا سوچو تو۔ حامد خالدی ادھر کیا کرنے آیا کرتا تھا۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"سوچنے کی اس میں کوئی بات بھی تو ہو۔ معلوم ہی ہے، سیر کرنے آتا تھا۔"

"سیر کرنے کے لیے تو صرف صبح کے وقت آتا ہو گا۔ شام

کو تو یہاں سیر کرنے والا کوئی بھی نہیں۔"

"نہیں ہے تو ہم کیا کریں۔ تم ہمارے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو۔" فاروق نے بُرا سا مُنہ بنایا۔

"تمھارے پیچھے پڑتی ہے میری جوتی۔ میں خطرے کی بات کر رہی ہوں۔" فرزانہ بھنا اُٹھی۔

"واقعی۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ ابھی ابھی کوئی چیز میرے سر کے اُوپر سے گزری ہے۔ زن کر کے۔" محمود بلا کی تیزی سے نیچے بیٹھتے ہوئے بولا۔ اس کے ساتھ ہی دو مرتبہ اور زن زن ہوئی اور وُہ بھی بیٹھ گئے۔

"اب کیا کہتے ہو؟" فرزانہ نے طنزیہ انداز میں فارُوق کی طرف دیکھا۔ ساتھ ہی وُہ لمبی گھاس پر لیٹ چکے تھے۔

"اب مجھے کیا معلوم تھا۔ ادھر خطرہ زن زن کو کہا جاتا ہے۔" فارُوق بولا۔ محمود ہنس پڑا۔

"سروں پر سے موت گزر گئی اور یہ حضرت ہنس رہے ہیں۔" فرزانہ نے جل بھُن کر کہا۔

"ظاہر ہے۔ اس میں رونے کی کیا بات ہے۔" محمود نے کہا۔

اب انھوں نے سر اُٹھا کر اپنے سامنے والے درختوں کی طرف دیکھا۔ تین درختوں میں تین خنجر پیوست تھے۔ وُہ تیزی

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

سے مڑے ، لیکن پیچھے کوئی بھی نظر نہ آیا :

" شش - شاید - ہمارے فرشتے شرارت کر رہے ہیں۔" فاروق نے خیال ظاہر کیا۔

" یہ بھی ایک ہی رہی ۔"

" ہمیں سڑک چھوڑ کر سبزہ زار میں گھس آنے کی ضرورت ہی کیا تھی ۔"

" حملہ سڑک پر بھی ہوتا ۔" محمود نے منہ بنایا۔

" حملہ آور صاحب - مہربانی فرما کر سامنے آ جائیے - ہم آپ کو کچھ نہیں کہیں گے۔" فاروق نے بلند آواز میں کہا۔

" دماغ تو نہیں چل گیا۔" فرزانہ جھلا کر اس کی طرف پلٹی۔

" کک - کیا مطلب - تم نے کیسے اندازہ لگایا؟" فاروق ہکلا اٹھا۔

" کس بات کا؟" فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

" یہی کہ میرا دماغ تو نہیں الٹ گیا۔"

" ارے - تو کیا واقعی تمہارا دماغ الٹ گیا ہے۔" فرزانہ نے گھبرا کر کہا۔

" کچھ نہیں کہا جا سکتا - اس سبزہ زار کی آب و ہوا کا مجھے کچھ اندازہ نہیں۔"

" اوہو - وہ - وہ کہاں گئے۔" ایسے میں محمود کے منہ سے بوکھلائے ہوئے انداز میں نکلا۔

" کک - کون - کیا تم یہاں کسی کو دیکھ چکے ہو ، اگر ایسا ہے تو ہمیں کیوں نہیں دکھایا تھا۔" فاروق جلدی سے بولا۔

" یار خدا کے لیے چپ رہو - ایک تو تمہاری زبان ان حالات میں رکنے کا نام نہیں لیتی۔"

" میرا تو خیال تھا ، تم میری زبان کا شکریہ ادا کرو گے -- کہ ان حالات میں بھی چلتی رہتی ہے - خیر میں خاموش ہو جاتا ہوں۔" فاروق برا مان گیا۔

" محمود - تمہارا اشارہ کس طرف ہے؟"

" خ - خنجروں کی طرف - وہ اب ان درختوں میں تشریف نہیں رکھتے۔" محمود نے پریشان آواز میں کہا۔

" گھومنے پھرنے چلے گئے ہوں گے۔" فاروق پھر بول پڑا۔

" لو - یہ چپ ہوا ہے - ارے بھائی - غور کرو - اب وہ خنجر پھر ہم پر پھینکے جائیں گے۔"

" ارے باپ رے - پہلے کیوں نہیں بتایا۔"

" پہلے بتا دیتا تو تم کیا کر لیتے۔" محمود حیران ہو کر بولا۔

عین اسی وقت پچ کی آواز آئی اور گھاس میں ایک خنجر آ کر گرا -

" زن کے بعد پچ - بھئی واہ۔" فاروق بولا۔

اسی وقت دو مرتبہ اور پچ پچ ہوئی - تینوں نے ہاتھ بڑھا

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کر خنجر اُٹھا لیے :

"تیسری بار خنجر پھینکنے کے لیے تو آپ کو سامنے آنا ہی ہو گا۔ سامنے آئیے اور خنجر لے جائیے!" فارُوق شوخ لہجے میں بولا۔

ساتھ ہی تین فائر ہوئے۔ گولیاں ان کے آس پاس سے گزر گئیں۔

"یا تو آپ لوگ اناڑی ہیں، یا ہم پر خوف سوار کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اناڑی ہیں تو پہلے آ کر ہم سے خنجر پھینکنے اور فائرنگ کرنے کی تربیت لے لیجیے۔ اس کے بعد اپنا کام کیجیے گا۔" فارُوق نے ہانک لگائی۔

"کیوں انھیں غصّہ دلا رہے ہو۔ بے چارے غصّہ کھا کر سامنے آ جائیں گے۔"

"یہی تو میں چاہتا ہوں۔ سامنے آ کر دو دو باتیں کر لیں، آخر ہم نے ان کا کیا بگاڑا ہے۔"

اسی وقت انھوں نے دو دھماکوں کی آواز سُنی۔ یہ ٹائر پھٹنے کی آواز تھی۔

"لو۔ ہم پر تو بس چلا نہیں۔ ہماری موٹر سائیکلوں پر فائر کر دیے۔ خیر کوئی بات نہیں۔ شہر تک تو ہم پیدل بھی جا سکتے ہیں، لیکن ٹائروں کی قیمت ان سے وصول کر کے ہی جائیں گے۔"

اب بھی حملہ آور سامنے نہ آئے۔ ان کی پیشانیوں پر بل

پڑ گئے۔

"یہ معاملہ اس طرح نہیں سلجھے گا فارُوق۔ تم مذاق میں پہلے ہی بہت وقت ضائع کر چکے ہو اور ہم دونوں بھی تمھاری باتوں میں آ گئے۔" فرزانہ نے سرگوشی کی۔

"لیکن میں نے کب کہا تھا، میری باتوں میں آ جاتا۔"

"اچھا چُپ بھی رہو۔"

تینوں پیچھے کھسکنے لگے۔ گھاس میں کسی کیڑے کا ڈر بھی لگا ہوا تھا، لیکن مرتے کیا نہ کرتے، رینگنا ہی پڑا۔ اُٹھ کر پیچھے ہٹنے میں زیادہ خطرہ تھا۔ وُہ دائرے کی صورت میں پیچھے ہٹ رہے تھے۔ رُخ سڑک کی طرف رکھا تھا۔ اچانک سڑک کی طرف سے فائرنگ کی آواز سُنائی دی۔ تڑا تڑ گولیاں چلنے لگیں :

"یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا ان کا مقابلہ کسی اور سے بھی ہے۔" محمود نے دبی آواز میں کہا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ شاید یہاں دو پارٹیاں لڑ رہی ہیں اور ہم ان کے درمیان میں آ گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ تو خنجر ہمارے لگا، نہ کوئی گولی۔" فارُوق جلدی جلدی بولا۔

"ہم۔ ہم بے وقوف ہیں۔ اب تک وقت ضائع کیا ہے۔" فرزانہ نے گویا فیصلہ سُنایا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"تب پھر عقل مند صاحبہ۔ ہم کیا کریں؟"

"تینوں درختوں پر چڑھ جاؤ۔ نیچے جو کچھ ہو رہا ہے۔ ہمیں صاف نظر آئے گا۔"

"صاف تو خیر نہیں۔ ہاں کسی حد تک نظر ضرور آئے گا۔"

"خیر یُوں ہی سہی۔"

تینوں ابھی اُٹھے ہی تھے کہ ٹھٹک کر رُک گئے۔ ان سے صرف دس قدم کے فاصلے پر ایک نقاب پوش کھڑا تھا، اس کے دونوں ہاتھوں میں دو پستول تھے۔

"خنجر نیچے گرا دو۔" وُہ غرّایا۔

"جی بہت بہتر۔ بہت دیر لگائی مہرباں آتے آتے۔" فارُوق گنگنایا۔

تینوں نے خنجر ہاتھوں سے چھوڑ دیے۔

ساتھ ہی انھوں نے اس کے ہاتھوں کی اُنگلیوں کو حرکت میں آتے دیکھا۔ بجلی کی سی تیزی سے وُہ نیچے گرے اور لوٹ لگا گئے۔ گولیاں اس جگہ لگیں، جہاں وُہ گرنے سے پہلے کھڑے تھے۔ اب وُہ تینوں درختوں کی اوٹ میں تھے۔ حملہ آور ہکّا بکّا کھڑا تھا۔ پھر وُہ تیزی سے آگے بڑھا۔ اور دھڑام سے گرا۔ محمود کی ٹانگ اس کے آڑے آ گئی تھی۔ فوراً ہی تینوں اس پر آ رہے۔ محمود کے ہاتھ اس کے

ایک ہاتھ پر جم گئے۔ فارُوق کے دُوسرے ہاتھ پر۔ فرزانہ اس کی کمر پر اُچھلنے کودنے لگی۔ اب وُہ بُری طرح بلبلا رہا تھا۔ سڑک کی طرف سے اب بھی فائرنگ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ آخر محمود اور فارُوق پستول اس کے ہاتھوں سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے، انھوں نے دونوں پستولوں کی نالیں اس کی کن پٹیوں پر رکھ دیں، محمود سرد آواز میں بولا:

"یہ کیا ہو رہا ہے دوست؟"

"پپ۔ پتا نہیں۔" اس نے ہکلا کر کہا۔

"تمھیں بھی پتا نہیں۔ کمال ہے۔ تو پھر پتا کسے ہے۔" فارُوق نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"پتا نہیں۔" وُہ بولا۔

"ہاں! بہت فٹ جواب ہے، ایسے فٹ جواب دینے کی اللہ سب کو توفیق عطا فرمائے۔" فارُوق بولا۔

"ادھر سڑک پر کون کون لڑ رہا ہے؟ تم ان میں سے ایک پارٹی کے ساتھی تو ہو ہی۔"

"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ لیکن وہاں میرے ساتھی نامعلوم حملہ آوروں سے لڑ رہے ہیں۔"

"اور تم ادھر کس طرف نکل آئے؟"

"میں نے تمھیں دیکھ لیا تھا۔ میں سمجھا تم بھی ان حملہ آوروں

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کے ساتھی ہو۔"

"نہیں — ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں — تم غلط فہمی کا شکار ہو، لیکن اب کیا ہو سکتا ہے — اب تو تم ہم پر حملہ کر ہی چکے ہو۔"

"کک — کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اب ہم تمہیں قانون کے حوالے کرنے پر مجبور ہیں۔"

اس نے کوئی جواب نہ دیا — سر سے پاؤں تک سیاہ لباس میں تھا، منہ پوری طرح چھپا ہوا تھا — بس آنکھوں کی جگہ دو سوراخ نظر آ رہے تھے — ان سوراخوں پر بھی جالیاں لگی تھیں تاکہ آنکھوں کی بناوٹ بھی نظر نہ آ سکے —

"اُٹھو اور ہمارے آگے سڑک کی طرف چلو۔"

"لل — لیکن — اس طرف تو فائرنگ ہو رہی ہے۔" نقاب پوش بولا —

"تو کیا ہوا — ہم بھی فائرنگ کر سکتے ہیں — چلو اُٹھو۔" فاروق نے کہا۔

وہ اُٹھ گیا اور ان کے آگے چلنے لگا — اسی وقت فائرنگ کی آوازیں بند ہو گئیں — اچانک وہ دھڑام سے گرا اور ان سے ٹکرا گیا — اس کی لاتیں محمود اور فاروق کے

سینوں پر اس قدر زور سے پڑیں کہ وہ دُور جا کر گرے — اور فوری طور پر اُٹھ بھی نہ سکے — فرزانہ اس کی زد میں نہیں آ سکی تھی — بھڑک کر پیچھے ہٹ گئی —

"آؤ ننھی بچی — میں تمہاری چٹنی بنا دوں۔" اس نے ہنس کر کہا —

"شکریہ — یہ لو — آ گئی۔" فرزانہ نے کہا اور اس کی طرف دوڑ لگا دی —

وہ بوکھلا گیا — شاید اس کا خیال تھا کہ وہ ڈر کر پیچھے ہٹ جائے گی — اسی وقت فرزانہ کا سر اس کے پیٹ میں لگا — وہ لڑکھڑا گیا، لیکن فوراً ہی سنبھلا اور فرزانہ کا ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکا دیا۔ فرزانہ کے قدم اکھڑ گئے اور وہ لڑھکتی چلی گئی — ایسے میں محمود اُٹھ کر اس کے نزدیک پہنچ چکا تھا، لیکن اب پستول اس کے پاس نہیں رہا تھا — نہ صرف اس کے — بلکہ فاروق کے ہاتھ میں بھی نہیں رہا تھا — محمود تیزی سے جھکا اور اس کی ایک ٹانگ پکڑ کر زور سے کھینچی — اسی وقت فاروق کی ایک ٹھوکر اس کے سر پر لگی — یہ ٹھوکر کچھ اس زور سے لگی تھی کہ وہ ساکت ہو گیا —

دونوں تیزی سے فرزانہ کی طرف لپکے — وہ اُٹھنے کی کوشش کر رہی تھی —

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"تم ٹھیک تو ہو فرزانہ" محمود نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہوں۔ فکر نہ کرو۔"

"اب کیا کریں؟"

"پہلے سڑک کا جائزہ لے آئیں۔ ادھر فائرنگ بند ہو گئی ہے، دوسری پارٹی وہاں موجود ہی ہو گی۔ یہ دیکھ لیں کہ وہ کون لوگ ہیں۔"

وہ درختوں کی اوٹ لیتے سڑک کے کنارے پہنچے اور پھر ٹھٹک کر رک گئے۔ ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

وجہ جیب میں

سڑک کے کنارے ایک شخص بالکل سیدھا کھڑا تھا۔ اس کے پاس تین لاشیں پڑی تھیں۔ اس نے انھیں ترتیب سے لٹا رکھا تھا۔ اچانک اس کے منہ سے نکلا:

"اسے کہاں چھوڑ آئے۔"

وہ اچھل پڑے۔ آواز ان کے والد کی تھی۔

"اُف اللہ۔ یہ آپ ہیں۔"

"ہاں! میں ہوں۔" یہ کہتے ہوئے وہ ان کی طرف مڑے اور بولے:

"چوتھے کو کہاں چھوڑ آئے؟"

"وہ ادھر بے ہوش پڑا ہے۔"

"اوہ۔ جلدی کرو۔ دوڑو۔ کہیں وہ فرار نہ ہو جائے۔ یہ تینوں ختم ہو چکے ہیں۔ لہذا ہم اگر کچھ معلومات حاصل کر سکتے ہیں تو اس سے۔ میں نے پوری کوشش کی تھی کہ یہ لوگ جان

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

سے نہ مارے جائیں ، لیکن درختوں کی اوٹ نے معاملہ خراب کر دیا۔ یہ مرنے مارنے پر تل گئے تھے۔"

وُہ دوڑتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں جو تھا گرا تھا، لیکن اب وُہ وہاں نہیں تھا۔

"اوہو۔ وُہ تو شاید نکل گیا۔"

"تم سے غلطی ہوئی۔ اسے باندھ کر سڑک کی طرف آنا چاہیے تھا۔" انھوں نے کہا۔

"ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وُہ اتنی جلدی ہوش میں آ جائے گا۔" محمود نے افسوس زدہ انداز میں کہا۔

"خیر کوئی بات نہیں۔ آؤ چلیں۔"

"لیکن ابا جان۔ پہلے یہ تو بتائیے۔ یہ کون لوگ ہیں۔ کیا چاہتے تھے۔ آپ یہاں کس طرح پہنچ گئے؟"

"یہ تم تینوں کو موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے تھے۔ اگر میں پیچھے سے آکر ان پر فائرنگ نہ شروع کر دیتا تو یہ تمھیں پوری طرح زد میں لے چکے تھے۔"

"لیکن ابا جان۔ فائرنگ کی آوازوں سے پہلے ہی ہم پر خنجروں سے حملہ ہو چکا تھا۔"

"ہاں! یہ لوگ ماہر نشانہ باز نہیں تھے۔ شروع میں ان کا پروگرام یہ تھا کہ خنجروں سے کام چلا لیا جائے، لیکن پھر

پستول نکالنے پر مجبور ہو گئے۔ ادھر میں آ گیا۔"

"اب ان کا کیا کیا جائے؟"

"فکر نہ کرو۔ میں جیپ پر آیا ہوں۔ انھیں جیپ میں ڈال کر لے چلتے ہیں۔ وہیں ان کے چہروں کا جائزہ لیا جائے گا اور جلد معلوم کر لیا جائے گا یہ کون لوگ ہیں؟"

"آپ نے یہ نہیں بتایا۔ اچانک یہاں کس طرح پہنچ گئے؟" فرزانہ نے اُلجھن کے عالم میں کہا۔

"اچانک تو نہیں پہنچا۔ میں تو باقاعدہ تم لوگوں کے پیچھے تھا۔ میں نے پہلے ہی خطرے کا اندازہ کر لیا تھا۔ اسی لیے اس معاملے کی تفتیش کے لیے میں تمھارے ساتھ روانہ نہیں ہوا، تمھیں روانہ کر دیا اور خود تمھارے تعاقب میں لگ گیا۔ اس طرح یہاں تک پہنچا۔ تم یہ جان کر حیران رہ جاؤ گے کہ جب سے تم گھر سے نکلے ہو۔ بدستور تمھارا تعاقب کیا گیا ہے۔"

"تعاقب کیا گیا ہے، لیکن کیوں۔ کسی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"شاید کچھ لوگ نہیں چاہتے کہ ہم حامد خالدی کا سُراغ لگائیں۔"

"حامد خالدی۔ آخر یہ حامد خالدی کیا بلا ہے۔ صرف ایک سیلز مین ہی تو ہے۔ اس کا معاملہ اس قدر بڑا کس طرح ہو گیا؟"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

فرزانہ نے اُلجھن کے عالم میں کہا۔
"یہی تو دیکھنا ہے ، اگر ہم حامد خالدی کو تلاش کر لیں تو سارا کام ہی سیدھا ہو جائے گا "
"تلاش تو جب کریں نا ۔ جب یہ لوگ ہمیں تلاش کرنے دیں" فاروق نے بُرا سا منہ بنایا۔
"او ہو ۔ یہ سامنے کیا معاملہ ہے ۔ اوہ ۔ کوئی کار اُلٹ گئی "
انسپکٹر جمشید نے گھبرا کر کہا اور جلدی سے جیپ کے بریک لگائے ۔ چاروں چھلانگ لگا کر نیچے اُترے اور کار کی طرف دوڑے ۔ انھوں نے دیکھا ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی پھنسا ہوا تھا ۔ کار پوری نہیں اُلٹی تھی ۔ بلکہ صرف ایک سائیڈ سے اُلٹی تھی ۔ انھوں نے زور لگا کر کار کو سیدھا کیا ، دوسرے ہی لمحے وہ چونک اُٹھے ۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود شخص رسیوں سے بندھا ہوا تھا ۔ رسیاں کچھ اس قدر سختی سے باندھی گئی تھیں کہ اس کے گوشت میں اُتری محسوس ہو رہی تھیں ۔
محمود کے چاقو کی مدد سے اسے جلدی جلدی کھولا گیا ۔
وہ ہوش میں ہی تھا ، لیکن شاید رسیوں کی تکلیف اسے بات نہیں کرنے دے رہی تھی ۔ آخر ایک منٹ بعد اس نے کہا :
"وہ ۔ وہ چار تھے ۔ انھوں نے میری کار روک لی ۔ مجھے رسیوں سے باندھ دیا اور پھر کار اُلٹ کر چلے گئے "

"کیا کہا ۔ کار اُلٹ کر چلے گئے ۔ ارے " انسپکٹر جمشید کے مُنہ سے نکلا اور بے تحاشا اپنی جیپ کی طرف دوڑ پڑے ۔
جیپ کا پچھلا دروازہ کھلا تھا اور تینوں لاشیں غائب تھیں، وہ دھک سے رہ گئے :
"لیکن ابّا جان ۔ وہ ابھی دُور نہیں گئے ہوں گے "
"جب کہ میرا خیال ہے ۔ وہ جا چکے ہیں ۔ دراصل تعاقب در تعاقب کیا گیا ہے ۔ گویا ان کے پاس گاڑی بھی موجود تھی ۔ جو انھوں نے یہاں سے کچھ فاصلے پر کھڑی کر رکھی تھی ۔ ہمیں کار کو سیدھا کرنے ، اس بے چارے کو رسیوں سے آزاد کرنے میں پانچ منٹ تو لگ ہی گئے ۔ اس نے بولنے میں بھی ایک منٹ لگایا ۔ چھ منٹ ان کے لیے بہت کافی تھے ۔ اب تک وہ بہت دُور پہنچ چکے ہوں گے "
"اوہ !" ان کے مُنہ سے نکلا ۔
"گویا ہم مکمل طور پر ناکام رہے "
"نہیں ۔ تم نے جیپ کا بغور جائزہ نہیں لیا ۔ مجرم کتنے ہی چالاک کیوں نہ ہوں ۔ ان سے کوئی نہ کوئی غلطی ضرور ہوتی ہے ۔ لاشیں نکالتے وقت ان میں سے کوئی اپنا رومال گرا گیا ہے ۔ ہم اس رومال کی مدد سے ان تک پہنچیں گے "
"ویری گڈ" ان کے مُنہ سے ایک ساتھ نکلا ۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

انسپکٹر جمشید نے رُومال چٹکی سے اُٹھا لیا اور بولے :

" بظاہر اس رومال کے ذریعے ان کا سُراغ لگانا بہت مشکل ہے، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے ۔ کیا خیال ہے ؟"

" آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے ابا جان ۔" محمود نے مسکرا کر کہا ۔

" کیسے ۔ وضاحت کرو ۔"

" رومال کے ایک کونے پر ہم ایک ستارہ بنا ہوا دیکھ رہے ہیں ۔ سنہری ستارہ ۔ یہ ستارہ رومال کا حصّہ نہیں ہے، یعنی جس فیکٹری میں رومال تیار ہوا ، وہاں یہ ستارہ نہیں بنایا گیا ۔ ستارہ بعد میں بنایا گیا ۔ اب سوال یہ ہے کہ اس ستارے سے ہم کس طرح مدد لے سکتے ہیں ۔ شہر میں ستارے کے نام پر کون کون سے ادارے ہیں ۔ ہمیں یہ معلوم کرنا ہوگا ، پھر ان اداروں میں جا کر دیکھنا ہو گا کہ ان کے کارکن ستاروں والے رومال تو استعمال نہیں کرتے ۔" یہاں تک کہہ کر محمود خاموش ہو گیا ۔ انسپکٹر جمشید نے مُسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور فاروق کی طرف مُڑے :

" تم کیا کہتے ہو ۔"

" بالکل یہی بات میرے ذہن میں آئی تھی ۔"

" اور فرزانہ تم ۔"

" میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کروں گی ۔ ہمارے شہر میں ایک کلب ہے ، اس کا نام ہے سٹار کلب ۔ یہ کلب جوڈو کراٹے

سکھاتا ہے ۔ اس کے بورڈ پر میں نے بالکل ایسا ہی سنہری ستارہ کئی بار دیکھا ہے ۔ جب بھی ادھر سے گزرنے کا اتفاق ہوا ۔" فرزانہ نے جلدی جلدی کہا ۔

" بہت خوب ۔ میں بھی اس ستارے کو دیکھ چکا ہوں ۔ آؤ ۔ ذرا کار والے سے بات کر لیں ۔"

وُہ کار کے نزدیک پہنچ گئے ۔ کار والا اب باہر کھڑا تھا ۔ اس کی آنکھوں میں اُلجھن کے آثار تھے :

" کیا ہوا جناب ؟" اس نے پریشانی کے عالم میں کہا ۔

" کچھ نہیں ۔ دشمنوں کا جو پروگرام تھا ۔ وہ انھوں نے کامیابی سے کر لیا ۔ آپ کا نام کیا ہے ۔ اور آپ اس سڑک پر کیسے تشریف لے آئے تھے ۔ کیا یہ عجیب اتفاق نہیں ہے کہ آپ ادھر سے گزرے اور انھوں نے یہ پروگرام بنا لیا ۔"

" میں نہیں جانتا ۔ وُہ کون لوگ تھے ، ان کا پروگرام کیا تھا ، میں تو شہر کی طرف سے آرہا تھا ۔ اچانک وُہ سڑک کے درمیان میں آگئے ۔ مجھے کار روکنا پڑی ۔ اور پھر انھوں نے وہی کچھ کیا جو آپ دیکھ چکے ہیں ۔"

" ہوں ۔ خیر ۔ آپ اپنا نام، پتا اور پیشہ لکھوایئے ۔"

" کیوں ۔ آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں ۔"

" یہ ایک بہت اُلجھا ہوا معاملہ ہے ۔ ہم تفتیش کر رہے

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ہیں۔ میرا خیال ہے، اگر آپ کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں تو آپ کو نام پتا لکھوانے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"بالکل نہیں۔ میں تو بس اپنی اُلجھن دُور کرنے کے لیے پوچھ رہا تھا۔ میرا نام بھوبھرا خان ہے۔ ۲۱۱ شام لین میں رہتا ہوں، سرکاری ملازم ہوں۔"

"شکریہ جناب۔ محمود نوٹ کر لو۔ کار کا نمبر بھی نوٹ کرنا ہے۔"

"جی بہتر۔" محمود نے نوٹ بک نکالی اور نام پتا وغیرہ لکھ لیا۔

"آپ کا فون نمبر بھی ہوگا؟"

"جی ہاں۔ ۱۳۵۰۰۔"

محمود نے فون نمبر بھی لکھ لیا۔ اس کی آنکھوں میں اب بھی اُلجھن تھی، آخر بولا:

"آپ لوگ کون ہیں۔ کم از کم یہ تو بتا دیں۔"

"مجھے انسپکٹر جمشید کہتے ہیں اور یہ محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں۔"

"اوہ۔ اوہ۔" اس کے منہ سے نکلا، آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، پھر وہ کار میں بیٹھا اور چلا گیا۔ وہ شہر کی طرف روانہ ہوئے۔

"آج تو بُری ہوئی ابا جان۔" فاروق بولا۔

"کوئی بات نہیں۔ کبھی کبھار بُری ہونا بھی اچھی بات ہے۔" وہ مسکرائے۔

شہری حدود میں پہنچ کر انسپکٹر جمشید ایک فون بوتھ کے سامنے جیپ روک کر نیچے اُتر گئے۔ وہ پانچ منٹ تک بوتھ میں رہے اور پھر باہر نکل کر جیپ میں بیٹھ گئے۔ ان کے چہرے پر عجیب سی کیفیت طاری تھی:

"کیا کوئی نئی خبر سُنی ہے؟"

"میں نے بھوبھرا خان کے فون نمبر گھمائے تھے، لیکن اس نمبر سے بتایا گیا کہ وہاں بھوبھرا خان نام کا کوئی آدمی نہیں رہتا اور نہ ہی یہ نمبر ۲۱۱ شام لین کا ہے۔"

"کیا!!!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔ ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"مجرم تو ہمیں چوٹ پر چوٹ دے رہا ہے ابا جان۔"

"ہاں بھئی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے سارے پروگرام کا پہلے سے پتا ہے۔" انھوں نے پھیکی مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے کہا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"جی-کیا مطلب-سارے پروگرام سے آپ کی کیا مراد ؟"

"وہ پہلے ہی اندازے لگا چکے ہیں کہ رضیہ بیگم اگر میرے پاس آئی تو انھیں کیا کچھ کرنا ہوگا-ہم کیا کریں گے اور وہ جواب میں کیا کریں گے گویا انھوں نے پہلے ہی اندازے لگا لیے تھے"

"تب ہم سٹار کلب کا رُخ تو کر ہی سکتے ہیں"

"ہاں-ہمارے سامنے اب ایک ہی راستہ رہ گیا ہے-آؤ چلیں"

جیپ روانہ ہوئی-پندرہ منٹ بعد وہ سٹار کلب کے سامنے پہنچ چکے تھے-یہ ایک بڑی عمارت تھی-دروازے شیشے کے تھے، اور ان شیشوں پر جوڈو کراٹے کھیلنے والوں کے بڑے بڑے سٹکر لگے ہوئے تھے-دروازے پر کوئی چوکیدار نہیں تھا-

وہ بے دھڑک اندر داخل ہو گئے-کاؤنٹر پر ایک بھاری بھرکم آدمی بیٹھا تھا:

"آئیے آئیے-تشریف لائیے-آپ ضرور اپنے ان تین ہونہار بچوں کو جوڈو کراٹے سکھانا چاہتے ہیں-یہ ہے بھی وقت کی اہم ضرورت-بہت ذہین ہیں وہ لوگ جو جوڈو کراٹے سیکھ لیتے ہیں-اس طرح وہ بے شمار خطرات سے اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں-ہاں تو کیا نام ہیں ان کے-"

"جی وہ ہم-" محمود نے کہنا چاہا-

"آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا-میں چاہتا ہوں-یہ اس فن میں اس قدر ماہر ہو جائیں کہ ان کا جواب نہ مل سکے-جوڈو کراٹے انھیں آتی ہے-سوال یہ ہے کہ آپ ان کی مہارت میں اضافہ کر سکیں گے یا نہیں؟"

"جی کیا مطلب؟" کاؤنٹر مین چونکا-

"آپ کا نام کیا ہے جناب؟" انسپکٹر جمشید بولے-

"میرا نام سٹار ہے-میں ہی اس کلب کا مالک ہوں-آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی"

"میں سمجھائے دیتا ہوں-میرے یہ تینوں بچے جوڈو کراٹے کے ماہر ہیں-آپ اپنے سب سے اچھے ماہر سے ان کا مقابلہ کرائیے-اگر آپ کا ماہر جیت گیا، تب تو میں سمجھوں گا کہ یہ یہاں کچھ سیکھ سکتے ہیں، لیکن اگر آپ کا ماہر ہار گیا تو پھر یہ جگہ ان کے لیے بیکار ہے"

"میں سمجھ گیا-کیا یہ اسی وقت مقابلہ کرنا پسند کریں گے؟" اس نے پُرجوش انداز میں کہا-

"ہاں بالکل-ہم وقت ضائع کرنے کے عادی نہیں ہیں"

یہ سنتے ہی مسٹر سٹار نے گھنٹی کا بٹن دبایا-فوراً ہی ایک حبشی نما آدمی اندر داخل ہوا:

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"ان لوگوں کو ہال میں لے چلو — سجیلے سے کہو — مقابلے کی تیاری کرے۔"

"جی — کیا کہا — سجیلے سے کہوں۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں کیوں — کیا بات ہے؟"

"سجیلے کی جوڑ کا یہاں کون پیدا ہو گیا؟"

"یہ لوگ مقابلے کی خواہش رکھتے ہیں۔"

"تو ان کے مقابلے کے لیے سجیلے کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔"

"جو کہا ہے، کرو — بحث نہ کیا کرو۔" شار نے منہ بنایا اور وہ انھیں لے کر ایک دروازے کی طرف چلا۔

ایک طویل برآمدہ طے کرنے کے بعد وہ ایک ہال میں پہنچے، ہال کے فرش پر بڑے بڑے کئی گدے بچھے تھے — ہر گدے پر نوجوان لوگ جوڈو کراٹے سیکھ رہے تھے۔

"سب لوگ ایک طرف ہٹ جائیں — ایک خاص مقابلہ ہونے والا ہے۔" حبشی نے کہا۔

اس کی گونج دار آواز نے سب کو چونکا دیا۔

"کیا مطلب دادا؟" ایک کھلاڑی نے پوچھا۔

"مسٹر شار کا حکم ہے — سجیلا ان سے مقابلہ کرے گا۔"

"کیا کہا — سجیلا — اور ان سے مقابلہ کرے گا — یہ — یہ کیسے

ہو سکتا ہے۔" دو تین آوازیں اُبھریں۔

"یہ مسٹر شار جانیں — میں سجیلے کو لاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر حبشی ایک بغلی دروازے کی طرف بڑھ گیا — دو منٹ بعد وہ واپس آیا تو اس کے پیچھے ایک بالکل پتلا دُبلا اور تنک منک سا آدمی تھا — قد بھی اتنا زیادہ نہیں تھا — شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا —

"یہ سجیلا ہے۔" حبشی نے کہا۔

"بہت خوب — چلو محمود — اس سے مُقابلہ کرو۔"

"جی بہتر۔" محمود نے کہا اور ایک گدے پر جا کھڑا ہوا — سجیلا اسے دیکھ کر ہنسا:

"نوجوان — مجھ سے مقابلہ نہ کرو — فائدے میں رہو گے۔"

"یہ تجویز مسٹر شار کی ہے، میری نہیں۔" محمود نے مُنہ بنایا۔

"باس کو کیا ہوا کہ مجھے اس کے مقابلے میں کھڑا کیا۔"

"ان کا کہنا یہ ہے سجیلے — کہ یہ تینوں جوڈو کراٹے کے ماہر ہیں اور ابھی اور مہارت حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں — اور مہارت انھیں وہ دے سکتا ہے جو ان سے زیادہ ماہر ہو، لہٰذا میں نے تمھیں بُلایا ہے۔" پیچھے سے شار کی آواز سُنائی دی —

"تب ٹھیک ہے —" سجیلے نے کہا اور وہ بھی اسی گدے پر

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

آگیا :

"آؤ دوست ہو جائیں دو دو ہاتھ۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"آؤ۔" محمود سنجیدہ لہجے میں بولا۔

دونوں آمنے سامنے آگئے۔

"ابا جان۔ آخر اس مقابلے کی کیا ضرورت تھی۔" ایسے میں فرزانہ نے سرگوشی کی۔

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ ضرورت تھی یا نہیں۔" وہ بولے۔

"جی کیا کہا!" طاہر چونک کر ان کی طرف مڑا۔

"میں نے آپ سے نہیں۔ ان سے کہا ہے۔"

"اوہ اچھا۔ لیجیے۔ میں گھنٹی بجا کر مقابلہ شروع کراتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ضرور۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

گھنٹی بجتے ہی بجیلے نے ایک اونچی چھلانگ لگائی اور محمود کے سینے پر دونوں لاتیں دے ماریں، لیکن محمود اپنی جگہ تو ٹھہرا نہیں رہا تھا۔ لہٰذا وہ کمر کے بل گدے پر گرا، محمود نے فوری طور پر پینترا بدلا اور دائیں ہاتھ کی ہڈی اس کی پیشانی پر رسید کر دی، لیکن وہ بھی ایک ہی کائیاں تھا۔ وہ صاف بچا گیا؛ تاہم اس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نمودار ہو چلے

تھے اور اسی قسم کے آثار دادا اور شار کے چہرے پر بھی پائے جا رہے تھے۔

بجیلا اب دونوں بازو پھیلا کر محمود کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنے بازو کی ہڈی سے محمود کے سر پر وار کیا۔ محمود بایاں ہاتھ آگے لے آیا اور دائیں ہاتھ کی ہڈی اس کے چہرے پر ماری وہ پھر پینترا بدل گیا، لیکن ساتھ ہی محمود مڑا تھا اور اس نے بازو اس قدر زور سے گھمایا کہ وہ بجیلے کی کمر پر پڑا۔ بجیلا لڑکھڑا گیا۔ عین اسی وقت اس نے دایاں ہاتھ گھمایا۔ یہ ہاتھ محمود کے کندھے پر لگا۔ محمود اُچھلا اور سر کی ٹکر بجیلے کی ٹھوڑی پر لگی۔ بس پھر کیا تھا۔ وہ گرنے لگا۔ محمود پھرتی سے جھکا اور اسے کمر پر لادتے ہوئے ایک زوردار چکر کھایا۔ چکر پورا کرتے ہی اس نے بجیلے کو نیچے دے مارا۔ بجیلا چاروں شانے چت گرا۔

اب وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ہال کی چھت کو گھور رہا تھا، ہال میں موجود تمام لوگوں پر سکتے کی حالت طاری تھی۔

"بجیلے۔ کیا تم اب نہیں اُٹھو گے۔ مقابلہ ختم ہو گیا۔" شار نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں باس۔ میری ریڑھ کی ہڈی پر چوٹ آئی ہے۔ میں اب نہیں اٹھوں گا۔" اس نے پُرسکون آواز میں کہا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"آؤ بھئی چلیں۔ میں تم لوگوں کو اس کلب میں داخلہ نہیں دلوا سکتا۔ کیوں مسٹر سٹار۔ ٹھیک ہے نا۔"

"ج ۔ جی ہاں۔ واقعی۔" اس نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

وہ انھیں لے کر باہر آئے، جیپ میں بیٹھے اور وہاں سے چل پڑے۔

"آخر اس مقابلے کی کیا ضرورت تھی ابا جان۔" فاروق بے چینی کے عالم میں بولا۔

"ایک منٹ ٹھہرو۔ پہلے میں ایک فون کروں گا۔"

جلد ہی ایک پبلک فون بوتھ کے سامنے انھوں نے جیپ روک لی اور فون کرنے کے لیے اُتر گئے۔ واپس آتے ہی انھوں نے کہا:

"محمود۔ ان دونوں کو بتاؤ۔ مُقابلے کی کیا ضرورت تھی۔"

"جی کیا مطلب۔ بھلا محمود کس طرح بتا سکتا ہے۔ جب کہ آپ نے ابھی تک اسے کچھ نہیں بتایا۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ میں نے اسے کچھ نہیں بتایا، لیکن۔ محمود نے اندازہ ضرور لگا لیا تھا کہ میں یہ مقابلہ کیوں کر رہا ہوں۔ کیوں محمود۔ ٹھیک ہے نا۔"

"جی ہاں۔ یہ رہی وجہ میری جیب میں۔"

اس نے کہا، جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک رُومال نکال

کر ان کے سامنے لہرا دیا۔ ساتھ ہی انسپکٹر جمشید نے وہ رُومال نکالا جو انھیں جیپ سے ملا تھا۔

اب جو انھوں نے جائزہ لیا تو دونوں رُومال بالکل ایک جیسے تھے۔ اور ان پر بنے ہوئے ستاروں میں کوئی فرق نہیں تھا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

جدید طریقہ

"اوہ۔ تو آپ نے محمود سے مقابلہ اس لیے کرایا کہ یہ رومال حاصل کر سکے" فرزانہ بولی۔

"ہاں! بالکل"

"لیکن ابا جان۔ آپ رومال دکھا کر بھی تصدیق کر سکتے تھے کہ وہ رومال ان کے کسی کارکن کا ہے یا نہیں" فاروق نے اعتراض کیا۔

"اس طرح انھیں معلوم ہو جاتا کہ ہم ان پر شک کر رہے ہیں۔ لیکن اب ہم نے رومال غیر محسوس طور پر حاصل کیا ہے، اور اکرام کی ڈیوٹی لگا دی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ہی کلب کی نگرانی شروع ہو جائے گی"

"اس کا مطلب ہے۔ ہم پر حملہ کرنے والے سٹار کلب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس صورت میں تو ابا جان آپ کو فوری طور پر چیکنگ شروع کر دینی چاہیے" فرزانہ نے چونک کر کہا۔

"کس بارے میں"

"آپ ان کا رجسٹر چیک کر سکتے ہیں، پھر جو آدمی مارے گئے، ان کے بارے میں ان سے پوچھا جا سکتا ہے"

"نہیں۔ میں اس طریقے کو مناسب نہیں سمجھتا۔ اس طرح بھی یہ لوگ ہوشیار ہوں گے"

"ایک اور بات عجیب ہے" فاروق نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

"وہ کیا؟" انسپکٹر جمشید نے اس کی طرف دیکھا۔

"ہمارے پیچھے انھوں نے آدمی لگائے ہوئے تھے۔ اور یہ ہمیں پہچانتے بھی نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"

"پہچانتے ہیں۔ بالکل پہچانتے ہیں۔ جب ہم اندر داخل ہوئے تھے تو شار کی آنکھوں میں الجھن میں نے صاف دیکھی تھی۔" انھوں نے بتایا۔

"حیرت ہے۔ کوئی لمبا چکر جان پڑتا ہے۔ کیا حامد خالدی کا تعلق سٹار کلب سے ہے"

"ہو سکتا ہے۔ اس کا کوئی تعلق اس کلب سے ہو، لیکن یہ بات ہمیں کون بتائے" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اس کا دوست احسان کریم۔ ہم اس کے گھر گئے تھے، لیکن وہ اس وقت گھر میں نہیں تھا، کیوں نہ ادھر بھی ہوتے چلیں"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"کوئی حرج نہیں۔"

جیپ کا رُخ فیروز آباد کی طرف ہو گیا۔ مکان نمبر ۲۰۳ کے سامنے وُہ جیپ سے اُترے ۔ محمود نے آگے بڑھ کر دستک دی، کیوں کہ اس وقت دروازے پر تالا نہیں تھا۔ جلد ہی دروازہ کھُلا اور ایک نوجوان آدمی دکھائی دیا:

"جی فرمائیے۔"

"آپ احسان کریم ہیں؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی ہاں۔"

"ہم آپ سے آپ کے دوست حامد خالدی کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"اس بے چارے کا تو اب تک کوئی پتا نہیں چلا ۔ خُدا جانے اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔ میں آپ کو اس کے بارے میں بھلا کیا بتاؤں گا۔ خیر آئیے۔" اس نے راستہ دیتے ہوئے کہا۔

مکان صرف دو کمروں کا تھا۔ ایک میں اس نے انھیں بٹھایا اور خود بھی بیٹھتے ہوئے بولا:

"آپ نے اب تک اپنا تعارف نہیں کرایا؟"

"میں انسپکٹر جمشید ہوں اور یہ محمود، فاروق اور فرزانہ۔"

"اوہو۔ یہ میں کیا سُن رہا ہوں۔" اس کے لہجے میں حیرت

تھی۔

"آپ نے کوئی ایسی غلط بات نہیں سُنی جناب۔" فاروق مسکرایا۔

"میں چونکا اس لیے ہوں کہ میرا دوست خالدی اکثر آپ لوگوں کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ وُہ آپ لوگوں کو بہت پسند کرتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ اگر ہر شہر میں آپ جیسے چند آدمی بھی پیدا ہو جائیں تو ہمارے مُلک کی حالت ہی کچھ اور ہو جائے۔ کاش اس وقت وُہ یہاں موجود ہوتا۔ شاید یہ دن اس کی زندگی کا خوش گوار ترین دن ہوتا۔"

"خیر آپ فکر نہ کریں، ہم ان کی تلاش میں ہیں اور ان شاءاللہ تلاش کر لیں گے۔ کیا آپ اس سلسلے میں ہماری کچھ مدد کریں گے؟"

"جو آپ کہیں کرنے کے لیے تیار ہوں۔" اس نے کہا۔

"گم ہونے سے ایک آدھ دن پہلے آپ کی ان سے مُلاقات تو ہوئی ہوگی۔"

"دکان سے گھر لوٹتے وقت وُہ چند منٹ کے لیے میرے ہاں ضرور آتا ہے۔ ایک تو میرا گھر اس کے راستے میں ہے، دُوسرے فاصلہ بھی گھر سے زیادہ نہیں ہے۔ لہٰذا یہ اس کا معمول ہے۔"

"جس شام وُہ گم ہوئے، کیا اس شام بھی آپ کے ہاں

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

آئے تھے؟" محمود نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ اس شام نہ وہ میرے پاس آیا، نہ اپنے گھر پہنچا، گویا راستے میں سے ہی غائب کر دیا گیا یا غائب ہو گیا۔" اس نے کہا۔

"کیا وہ ایک آدھ دن پہلے کچھ پریشان تھے؟"

"ہاں! میں نے محسوس کیا تھا۔ پریشانی کی وجہ بھی پوچھی تھی۔ جواب میں اس نے کہا تھا کہ۔ احسان ابھی ایک دو دن ٹھہر جاؤ، پھر بتاؤں گا۔ ایک بہت ہی خوفناک معاملہ ہے۔"

"گویا وہ خوفناک معاملہ بتانے سے پہلے ہی انھیں کسی نے اغوا کر لیا۔ آپ یہی کہنا چاہتے ہیں؟"

"جی ہاں! بالکل۔ بات ہے ہی یہی۔"

"خوب! کیا ہی اچھا ہوتا۔ وہ آپ کو اس خوفناک معاملے کے بارے میں بتا دیتے۔ اس وقت تک ہم انھیں تلاش کر چکے ہوتے۔"

"میں نے تو بہت پوچھا تھا، لیکن اس نے یہی کہا کہ ایک دو دن ٹھہر جاؤ۔"

"اچھا خیر۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ ہر روز صبح سویرے سیر کرنے کے لیے جنوبی سڑک والے سبزہ زار کی طرف جایا کرتے تھے۔"

"ہاں! یہ اس کی بہت پرانی عادت ہے۔ میں نے کئی بار اس طرف جانے سے اسے روکا تھا، کیوں کہ وہ علاقہ بہت سنسان ہے۔ لیکن خالدی کچھ زیادہ ہی تنہائی پسند واقع ہوا ہے۔ جنگل کی خاموشی اسے بہت پسند ہے۔"

"تو وہ شام کو بھی ادھر جایا کرتے تھے؟" فرزانہ نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"شام کو۔ نہیں تو۔ شام کو بھلا وہ ادھر کیوں جانے لگا۔"

انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ خالدی کی بیوی رضیہ نے بھی یہی بیان دیا تھا کہ حامد خالدی صبح کی سیر کے لیے جنوبی سڑک والے سبزہ زار کی طرف جایا کرتا تھا۔ اس کے دوست احسان کریم کا کہنا بھی یہی تھا، لیکن ریاض میڈیکل سٹور کے سیلزمین بانکے میاں نے بتایا تھا کہ اس نے کئی بار اسے شام کو بھی جنوبی سڑک کی طرف جاتے دیکھا ہے۔ اور وہ اس لیے کہ خود بانکے میاں کا گھر بھی اس طرف ہے۔

"عجیب بات ہے۔" محمود بڑبڑایا۔

"جی۔ کون سی بات عجیب ہے؟"

"ریاض میڈیکل سٹور کے سیلزمین کا بیان ہے کہ وہ اکثر شام کے وقت بھی جنوبی سڑک کی طرف جایا کرتے تھے۔ لیکن آپ کا اور بیگم خالدی کا بیان یہ ہے کہ وہ شام کو کہیں نہیں

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

جاتے تھے۔"

"میں اس بارے میں اس قدر یقین سے بھی نہیں کہہ سکتا، کیونکہ کسی روز ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ میرے ہاں نہیں آتا تھا۔" احسان کریم نے کہا۔

"ہوں خیر — آپ کے خیال میں کوئی ان کا دشمن تو نہیں تھا؟"

"نہیں! وہ تو بہت ہی بھلا مانس اور ایمان دار آدمی ہے، اس کی کسی سے دشمنی نہیں۔"

"شکریہ — اب ہم چلتے ہیں — اپنے دوست کے بارے میں اگر آپ ہمیں کوئی اہم بات بتانا پسند کریں تو فون کر دیجیے گا۔ محمود انھیں کارڈ دے دو۔"

"جی بہتر۔" اس نے کہا اور جیب سے کارڈ نکال کر دے دیا —

"شکریہ جناب — آپ فکر نہ کریں، میں ہر طرح ذمے داری کا ثبوت دوں گا، دوست کے لیے اگر میری جان بھی چلی جائے تو پیچھے نہیں ہٹوں گا۔"

وہ اس سے ہاتھ ملا کر باہر نکل آئے —

"میں حامد خالدی کی بیوی سے بھی چند سوال کرنا چاہتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی بہتر۔"

وہ حامد خالدی کے دروازے پر پہنچے، محمود نے دستک دی ہی تھی کہ دروازہ کھل گیا — شاید رفیہ جیپ کی آواز سن کر پہلے ہی دروازے پر آ گئی تھی۔

"جی فرمائیے۔"

"ایک بات کا خوب سوچ سمجھ کر جواب دیں — کیا آپ کے خاوند شام کو ہر روز بالکل ٹھیک وقت پر گھر آ جاتے تھے — یا کبھی کبھار دیر سے بھی آتے تھے؟"

"ہفتے میں ایک آدھ مرتبہ دیر سے بھی آیا کرتے تھے — جب میں ان سے وجہ پوچھتی تو وہ یہی بتایا کرتے تھے کہ دکان والوں نے کام بھیج دیا تھا۔"

"کیا انھوں نے کبھی یہ بھی بتایا کہ وہ جنوبی سڑک والے سبزہ زار کی طرف گئے تھے۔"

"جنوبی سڑک والے سبزہ زار کی طرف وہ صبح جایا کرتے تھے۔"

"وہ ہم جانتے ہیں، اس وقت ہم شام کی بات کر رہے ہیں۔"

"جی نہیں — شام کو ادھر جانے کے بارے میں انھوں نے کبھی نہیں بتایا۔"

"ہوں — شکریہ — گم ہونے سے ایک آدھ دن پہلے کیا وہ پریشان تھے؟"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"ہاں! میں نے محسوس تو کیا تھا۔ ان سے پوچھا بھی تھا، لیکن انھوں نے کچھ بتایا نہیں۔"

"احسان کریم کے علاوہ ان کا کوئی اور دوست بھی ہے؟"

"جی نہیں۔ بس ایک ہی دوست ہے۔"

"اچھا۔ آپ فکر نہ کریں۔ آؤ بھئی چلیں۔"

وہ جیپ میں بیٹھ کر سڑک پر آئے:

"اب کہاں کا ارادہ ہے؟"

"میں اکرام کو کچھ ہدایات دینے کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔ اس لیے سٹار کلب تک جانا پڑے گا۔"

"بسم اللہ کیجیے۔" فاروق نے مسمسی صورت بنائی۔

"شاید تم اس تفتیش سے تنگ آگئے ہو۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی نہیں تو۔ تفتیش کرنے کے لیے تو پیدا ہوئے ہیں۔"

"تو پھر یہ جان لو کہ باریک بینی سے تفتیش کرنا ہی ایسے کیسوں میں کامیابی کی ضمانت ہوتا ہے۔"

"جی بہتر۔ جان لیا۔"

وہ کلب کے سامنے پہنچ گئے۔ اکرام تیر کی طرح ان کی طرف آیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے:

"کیوں بھئی۔ خیر تو ہے؟"

"کلب میں کچھ ہل چل سی پائی جا رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے یہ لوگ فرار کی تیاریوں میں مصروف ہوں۔"

"او ہو اچھا۔ یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔" وہ خوش ہو کر بولے۔

"جی کیا مطلب۔ اچھی بات ہے۔ وہ کیسے؟"

"ہم ان کا تعاقب کر سکیں گے اور یہ معلوم کر لیں گے کہ یہ کہاں گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے، جہاں یہ جائیں۔ وہیں حامد خالدی بھی موجود ہو۔ مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ حامد خالدی کا اس کلب سے یا کلب والوں سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور تھا۔"

"تو کیا میں اور آدمی بلا لوں؟"

"نہیں بھئی۔ ہم ہی بہت کافی ہیں۔ اور ہاں۔ ہم تعاقب ذرا نئے انداز سے کریں گے۔ تم ان کے آگے آگے چلو گے۔ ہم کافی فاصلہ دے کر پیچھے آئیں گے۔ اس طرح انھیں تعاقب کا شبہ نہیں ہو سکے گا۔"

"ٹھیک ہے، لیکن سر۔ میرے پیچھے اگر وہ اچانک کسی سڑک پر مڑ گئے تو میں ان سے آگے کس صورت میں رہ سکوں گا۔" اکرام نے پریشان ہو کر کہا۔

"اس صورت میں ہم آگے نکل جائیں گے۔ تم پیچھے۔ اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"یہ ہے تعاقب کا جدید طریقہ۔" فاروق مسکرایا۔

پندرہ منٹ بعد انھوں نے ایک لمبی سی وین کو کلب کے سامنے رُکتے دیکھا، پھر جوڈو کراٹے کے ماہر اس وین میں بیٹھنے لگے۔ آخر میں سٹار باہر نکلا۔ اور اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا۔ کلب کے دروازے پر اب تالا نظر آ رہا تھا:

"کیوں نہ آپ انھیں یہیں روک لیں۔" محمود نے جلدی سے کہا۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ تعاقب کرکے ہم ایک نئی جگہ تک پہنچ سکتے ہیں۔"

محمود جواب میں کچھ نہ کہہ سکا۔ سمت کا اندازہ کرتے ہی اکرام کی جیپ حرکت میں آئی اور ہوا ہو گئی۔ اس کے تیس سیکنڈ بعد وین روانہ ہوئی۔ اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہونے کے قریب تھی۔ اسی وقت وہ روانہ ہوئے۔ اس طرح یہ تعاقب آدھ گھنٹے تک جاری رہا۔ اور جب ختم ہوا تو ان کے چہروں پر بلا کی حیرت تیر رہی تھی، کیونکہ وہ ایک بار پھر جنوبی سڑک کے سبزہ زار میں داخل ہو چکے تھے۔ ایک جگہ اکرام کھڑا نظر آیا:

"وہ لوگ یہاں سے تقریباً نصف کلو میٹر دُور اُترے ہیں۔ وہ

شاید سبزہ زار کا دوسرا سرا ہے، وہاں ایک ہٹ بنا ہوا ہے۔ اب وہ اس ہٹ میں ہیں۔" اس نے اطلاع دی۔

"ٹھیک ہے۔ ہم ان سے ملاقات کریں گے۔"

"جی۔ کیا مطلب۔ ابھی اور اسی وقت؟" فرزانہ نے بوکھلا کر پوچھا۔

"ہاں بھئی۔ میرا دل کہہ رہا ہے۔ حامد خالدی اس ہٹ میں قید ہے۔ میں اب مدد کے لیے انتظار نہیں کر سکتا۔"

"لیکن ابا جان۔ وہ سب کے سب جوڈو کراٹے کے ماہر ہیں۔ تعداد میں پچاس کے قریب ہیں۔ اگر اس ہٹ میں حامد صاحب قید ہیں اور ہم یہ بات جان لیتے ہیں تو وہ مرنے مارنے پر تُل جائیں گے۔" فرزانہ نے پریشان آواز میں کہا۔

"تب پھر۔ تم کیا کہتی ہو۔ پہلے ہم مدد منگائیں اور پھر ان سے بات کریں۔"

"جی ہاں!"

"اگر اس وقفے سے فائدہ اُٹھا کر انھوں نے حامد خالدی کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور آس پاس کہیں دفن کر دیا تو؟"

"جی کیا مطلب۔ کیا آپ کے خیال میں وہ ایسا کریں گے۔"

"ہاں بالکل۔ وہ یہاں بلاوجہ نہیں آئے۔ میری وجہ سے پریشان ہو کر آئے ہیں۔ اگر میں کلب میں نہ جاتا تو وہ افراتفری

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کے عالم میں یہاں ہرگز نہ آتے۔ اور یہاں آنے کے دو ہی مقصد ہو سکتے ہیں۔ یہ کہ خود کو چھپا لینا۔ تاکہ میں گرفتار نہ کر سکوں، دوسرے یہ کہ حامد خالدی کو مکمل طور پر غائب کر دینا — ہم حامد خالدی کی تلاش میں نکلے ہی تھے کہ یہ لوگ ہمارے پیچھے لگ گئے، لیکن اپنے پروگرام کے مطابق ہمیں ختم نہ کر سکے۔ اب انھوں نے دوسرا قدم اُٹھایا ہے۔ آؤ جلدی کرو — کہیں حامد خالدی کو دُوسری دُنیا کے سفر پر نہ روانہ کر دیا جائے۔"

جیپ انھوں نے وہیں چھوڑ دی اور درختوں کی اوٹ لیتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھے۔ ان کے دل دھک دھک کر رہے تھے۔ آخر ہٹ کے نزدیک پہنچ گئے — ان کے کانوں سے ٹھک ٹھک کی آوازیں ٹکرائیں۔ کان کھڑے ہو گئے — انسپکٹر جمشید کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا۔ اسی وقت انھوں نے ہٹ کے پیچھے سے ایک آدمی کو نمودار ہوتے دیکھا، پھر وہ ہٹ میں داخل ہو گیا۔ ساتھ ہی ایک آواز اُبھری:

"باس — گڑھا تیار ہے۔"

"ٹھیک — لے چلو اسے اور گڑھے میں ڈال دو۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری — انسپکٹر جمشید بھی کیا یاد کرے گا۔"

دوسرے ہی لمحے وہی آدمی ایک ادھ موئے شخص کو زمین

پر گھسیٹتا ہوا باہر آیا۔ وہ اس قدر بے دردی سے اسے گھسیٹ رہا تھا جیسے مُردہ جانوروں کو گھسیٹا جاتا ہے — اس کے جسم پر جگہ جگہ خون کے دھبے تھے۔ شاید وہ بُری طرح زخمی تھا — آنکھیں بالکل بند تھیں۔ گویا مکمل طور پر بے ہوش بھی تھا —

"ہمارے فائرنگ کرنے کی صورت میں یہ لوگ اس پر بھی فائرنگ کر سکتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"تب پھر — ہم کیا کریں۔" محمود نے سرگوشی کی۔

"آؤ — ہٹ کے دوسری طرف چلیں۔ جس طرف گڑھا ہے۔"

"لیکن ابا جان — ستار اس وقت ہٹ میں شاید اکیلا ہے۔ کیوں نہ اس پر قابو پا لیا جائے — اور اس کے ذریعے سے حکم دلوایا جائے کہ اسے دفن نہ کیا جائے۔" فرزانہ نے سوچ میں گم انداز میں کہا۔

"ہاں! یہ ترکیب بھی اچھی ہے — لیکن اگر ہٹ میں زیادہ آدمی ہوئے تو گڑبڑ بھی ہو سکتی ہے — اور وقت بہت نازک ہے —"

"مجھے اجازت دیں ابا جان — ہٹ کا جائزہ لے کر ابھی لوٹ آتا ہوں۔" محمود پُرجوش انداز میں بولا۔

"لوٹ کر آنے کی ضرورت نہیں — وہیں سے اشارہ کر دینا۔" فاروق نے جھلا کر کہا، اکرام مسکرا پڑا — انسپکٹر جمشید نے سر

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ہلا دیا۔

محمود اسے گھورتے ہوئے ہٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جلد ہی اس نے ہاتھ ہلا دیا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھے اور پھر اچانک ہٹ میں داخل ہو گئے، انسپکٹر جمشید کے حلق سے سرد آواز نکلی:

"مسٹر شار۔ ہاتھ اوپر اٹھا دو۔"

شار تڑپ کر مڑا اور دھک سے رہ گیا۔ اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا، پھر ہاتھ اوپر اٹھ گئے، انسپکٹر جمشید نے آگے بڑھ کر پستول کی نالی اس کی کن پٹی پر رکھ دی اور بولے:

"آواز دو۔ کہ حامد خالدی کو واپس ہٹ میں پہنچا دیا جائے، تم نے پروگرام بدل دیا ہے۔"

چند سیکنڈ تک تو جیسے بات اس کی سمجھ میں ہی نہ آ سکی، پھر اس کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی:

"کالے میاں۔ اسے واپس لے آؤ۔ میں نے پروگرام بدل دیا ہے۔"

"یہ کیا کر رہے ہو باس۔ گڑھا بھی تیار کروایا اور پروگرام بھی بدل دیا۔"

"ہاں۔ ایک نئی بات سمجھ میں آئی ہے۔ اسے ختم کر کے ہماری الجھنوں میں اور اضافہ تو ہو سکتا ہے۔ کمی نہیں۔ دیکھو نا۔ اس وقت تک ہم صرف اغوا کے مجرم ہیں، پھر قتل

کے مجرم بن جائیں گے۔ انسپکٹر جمشید سے بچنا آسان نہیں۔ اگر وہ ہم تک پہنچ گئے تو پھر ہم پھانسی کے تختے پر ہوں گے۔"

"جیسے تمہاری مرضی باس۔ ہم تو حکم کے غلام ہیں۔ میں اسے واپس لے آتا ہوں۔ سالے کی قسمت اچھی تھی۔ بچ گیا۔ ورنہ آپ کے حکم کے بعد مجھے تو اس کے مر جانے میں کوئی شک نہیں رہ گیا تھا۔" کالے میاں کی آواز سنائی دی۔

تھوڑی دیر بعد وہی آدمی حامد خالدی کو اسی طرح گھسیٹتا ہوا ہٹ کے اندر داخل ہوا۔ ساتھ ہی اکرام نے اس کی کن پٹی پر پستول کی نالی رکھ دی۔

"کک۔ کیا مطلب؟" وہ اچھل پڑا۔ حامد خالدی کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔

"مطلب سامنے ہے۔ پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ خود ہی دیکھ لو۔" فاروق نے سرگوشی کی۔

"مسٹر شار۔ اپنے ساتھیوں کو حکم دو۔ وہ اپنے گھروں کو چلے جائیں۔ اور کل صبح اسی جگہ پھر حاضر ہوں۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"اوہو۔ پھر وہی مطلب؟" فاروق نے منہ بنایا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے باس؟" دروازے کی طرف سے آواز آئی۔

وہ چونک کر مڑے۔ دروازے میں شار کا ایک اور

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

آدمی کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھیلی ہوئی تھیں، پھر اس کے منہ سے بلند آواز میں نکلا:

" مسٹر باس دشمنوں کے قبضے میں ہے۔"

اسی وقت اکرام کے پستول نے شعلہ اگلا اور اس کے منہ سے لرزہ خیز چیخ نکل گئی۔ دوسرے ہی لمحے وہ ڈھیر ہو چکا تھا۔

ساتھ ہی دوڑتے قدموں کی آواز گونجی ۔۔۔

وہ جا چکا ہے

" محمود، فاروق۔ فرزانہ۔ میری اوٹ میں آجاؤ۔ اکرام۔ تم کالے میاں کے پیچھے ہو جاؤ۔ مسٹر ستار۔ یہ سن لو۔ اگر تمہارے ساتھیوں نے حملہ کیا تو کم از کم تم زندہ نہیں رہو گے۔ اس کے بعد جو ہوگا، دیکھا جائے گا۔ اپنے ساتھیوں کے آنے سے پہلے فیصلہ کر لو۔ کیا کرنا ہے۔"

ستار نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا، اس کے ساتھی ہٹ کے دروازے تک پہنچ گئے اور ٹھٹک کر رک گئے ۔۔۔

" ٹھہرو۔ اگر تم آگے بڑھے تو ستار کی موت یقینی ہے۔"

" باس۔ ہم کیا کریں؟" حبشی نما آدمی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا ۔۔۔

" اب حکم یہ نہیں۔ میں دوں گا۔" باہر سے ایک گونج دار آواز ان کے کانوں میں آئی۔ وہ سب کے سب اچھل پڑے۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"اوہو۔ اصلی باس آ گئے۔" کالے میاں کے مُنہ سے نکلا۔

"ہاں! میں یہاں موجود ہوں۔ میں نے ان کی گاڑیاں بے کار کر دی ہیں۔ یہ تمھارے تعاقب میں تھے اور میں ان کے۔ جس طرح تمھیں ان کے تعاقب میں ہونے کا پتا نہیں چلا، اسی طرح میرے تعاقب میں ہونے کا انھیں پتا نہیں چلا۔ لہٰذا میں حکم دیتا ہوں یہ بچ کر نہ جانے پائیں۔ ستار تو میرا صرف ایک مہرہ ہے۔ اسے بچانے کے لیے ہم اتنا بڑا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔"

"باس۔ یہ آپ کیا کہ رہے ہیں۔" ستار نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ستار۔ مجبوری ہے۔ تمھیں بچانے کا نتیجہ ہم سب کو بھگتنا پڑے گا۔ تم لوگوں نے اپنا کام شروع نہیں کیا۔ مارو یا مر جاؤ۔ ورنہ میرے ہاتھوں بھی تمھیں مرنا ہی پڑے گا، اگر انسپکٹر جمشید اور اس کے ساتھی بچ کر نکل گئے تو میں تم میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔"

آن کی آن میں جوڈو کراٹے کے ماہر بھرا مار کر اندر گھس گئے۔

"اکرام۔ ستار اور کالے کو نہیں مارنا ہے۔ باقیوں پر فائرنگ کر دو۔"

ساتھ ہی انھوں نے بھی فائرنگ شروع کر دی۔ فوراً ہی

گیارہ بارہ آدمی ہٹ میں گر پڑے اور خون میں تڑپنے لگے۔ پھر جوں ہی خالی پستولوں کی ٹرچ ٹرچ اُبھری۔ وہ سب ان پر ٹوٹ پڑے۔

اب ہٹ میں دست بدست جنگ شروع ہو گئی۔ اس قسم کی جنگ کے مواقع ان کی زندگی میں اَن گنت آئے تھے، لیکن اس وقت فرق یہ تھا کہ مقابلے میں جوڈو کراٹے کے ماہر تھے۔ اس لحاظ سے یہ مقابلہ بہت سخت ہو گیا تھا۔ خاص طور پر اس لیے بھی کہ دشمن تعداد میں بہت زیادہ تھے۔

انسپکٹر جمشید اور اکرام نے پستول خالی ہونے کے بعد ہاتھ سے نہیں گرائے تھے۔ بلکہ وہ ان کی نالوں سے اب بھی کام لے رہے تھے۔ جس کے منہ پر یا جسم کے کسی بھی حصے پر نالی لگ گئی۔ وہ پھر نہ اُٹھ سکا۔ اس لحاظ سے ہٹ کے اندر یہ ایک کار آمد ہتھیار ثابت ہو رہا تھا، لیکن دوسری طرف محمود، فاروق اور فرزانہ خالی ہاتھ تھے اور خالی ہاتھ ہی لڑ رہے تھے۔ ایسے میں محمود کو اپنے چاقو کا خیال آ گیا۔ وہ جوش میں بھر گیا۔ لیکن سوال یہ تھا کہ چاقو نکالا کیسے جائے۔ اتنی مہلت کس طرح حاصل کی جائے۔ اچانک اس کے مُنہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی۔ وہ دھڑام سے گرا اور دیوار کی طرف لڑھک گیا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"م ـ محمود ـ میرے بھائی۔" فرزانہ کانپ اُٹھی۔

"فرزانہ ـ خبردار ـ مقابلے میں کوئی کمی نہ آنے پائے ـ اپنے دین، مُلک اور قوم کے لیے لڑتے وقت یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کون شہید ہوا ـ صرف اور صرف جنگ جاری رکھی جاتی ہے۔" انسپکٹر جمشید گرجے ـ

فرزانہ ہوش میں آ گئی ـ ورنہ اس کا حوصلہ پست ہو چلا تھا ـ فاروق بھی سنبھل گیا، اتنے میں انھوں نے محمود کی چہکتی آواز سُنی:

"میں بالکل ٹھیک ہوں ـ بس ذرا چاقو نکالنا تھا۔"

"وہ مارا۔" فاروق نے بلند آواز میں کہا۔

ساتھ ہی تین چار بھیانک چیخیں بلند ہوئیں ـ اور پھر جوڈو کراٹے کے ماہروں میں بھگدڑ مچ گئی ـ

"اور تیزی سے ہاتھ چلاؤ محمود۔" انسپکٹر جمشید نے پکار کر کہا ـ

وہ بھاگنے والوں پر ٹوٹ پڑے ـ اور کئی کو لے بیٹھے، آن کی آن میں ہٹ خالی ہو گیا ـ صرف لاشیں پڑی رہ گئی تھیں ـ جو لوگ بھاگنے میں کامیاب ہو گئے تھے ـ ان کا تعاقب کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ـ

"اب تم خود میدان میں آ جاؤ ـ مسٹر باس ـ تمھارے جانثار

بھاگ لیے۔" فاروق نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

باس کی طرف سے کوئی آواز سُنائی نہ دی ـ انھوں نے مرنے والوں اور زخمیوں پر ایک نظر ڈالی تو ستار اور کالے میاں ایک کونے میں تھر تھر کانپتے نظر آئے، انسپکٹر جمشید ان کی طرف مُڑ گئے:

"ہم نے باہر سے آنے والی جو آواز سُنی تھی ـ وہ کس کی تھی؟"

"ہمارے اصلی باس کی۔" کالے میاں نے کہا۔

"تو مسٹر ستار تمھارے اصلی باس نہیں ہیں؟"

"نہیں ـ یہ تو صرف فرضی باس ہے ـ صرف ستار کلب کی حد تک ـ"

"اور اصلی باس کون ہے ـ اس نے حامد خالدی کو کیوں اغوا کیا تھا؟"

"یہ کوئی نہیں جانتا ـ کہ اصلی باس کون ہے ـ ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ حامد خالدی کو کیوں اغوا کیا گیا ہے ـ ہمیں تو بس اس کا حکم ملتا ہے اور ہم حرکت میں آ جاتے ہیں ـ ستار کلب ایک فرضی کلب ہے ـ جہاں بظاہر جوڈو کراٹے سکھایا جاتا ہے، لیکن حقیقت میں وہ باس کے آدمیوں کا ایک ٹھکانا ہے ـ جہاں باس کسی وقت بھی فون کرکے ان کی مدد حاصل کر

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

سکتا ہے۔" شارنے کہا۔

"تو حامد خالدی کو سات دن پہلے اس کے حکم پر اغوا کیا گیا تھا؟"

"ہاں! لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں کہ کیوں۔ ہم نہیں جانتے، اس شخص کا کیا قصور ہے۔"

"خیر کوئی بات نہیں۔ ابھی یہ زندہ ہے۔ ہم اس سے معلوم کر لیں گے۔" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید حامد خالدی کی طرف مڑے۔

"ابھی آپ اس سے کچھ معلوم نہیں کر سکتے۔ اسے بہت بری طرح مارا پیٹا گیا ہے۔ بے چارہ ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے۔ شاید ایک دو ماہ تک کچھ بتانے کے قابل نہ ہو سکے۔"

"لیکن اسے اس طرح کیوں مارا ہے۔ کیا کوئی بات اگلوانے کے لیے؟"

"جی نہیں۔ صرف اس لیے کہ اگر یہ فرار بھی ہو جائے۔ یا پولیس کے ہاتھ لگ جائے تو بھی کسی کو فوری طور پر کچھ نہ بتائے۔ جیسا کہ یہ اب آپ کے ہاتھ لگ گیا ہے، لیکن آپ اس سے کچھ بھی معلوم نہیں کر سکیں گے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے فکر مندانہ انداز میں نکلا، پھر انسپکٹر جمشید چونک کر بولے:

"بھوبھرا خان کون ہے؟"

"بھوبھرا خان۔ یہ نام تو ہم پہلی بار سن رہے ہیں۔"

"جب تم لوگوں نے ہم پر سبزہ زار میں حملہ کیا تھا۔ تو پھر تم لوگ بھاگتے وقت ایک شخص کی کار کو سڑک پر الٹ کر چلے گئے تھے۔ اس کار کی سیٹ پر ایک شخص کو ہم نے بندھے ہوئے پایا تھا۔ اس نے اپنا نام بھوبھرا خان بتایا تھا۔ اس نے اپنا پتا اور فون نمبر بھی لکھوایا تھا، گاڑی کا نمبر بھی ہم نے نوٹ کیا تھا، لیکن بعد میں سب کچھ فرضی ثابت ہوا۔ آخر وہ کون تھا؟"

"اب ہم سمجھ گئے۔ آپ کس کی بات کر رہے ہیں۔ یہ چکر لاشوں کو حاصل کرنے کے لیے چلایا گیا تھا۔ تاکہ ہمارے ساتھیوں کی لاشیں ہمارے ہاتھ لگ سکیں۔ ہم نے باس کی آواز سنی تھی کہ سڑک پر ایک کار کھڑی ہے۔ اس میں ایک آدمی بیٹھا ہے۔ اسے ڈرائیونگ سیٹ سے باندھ کر کار کو الٹ دو۔ انسپکٹر جمشید اور ان کے بچے کار کو سیدھا کرنے کے لیے جیپ سے اتریں گے، اس دوران لاشوں کو اتار کر ہٹ تک پہنچانا ہوگا؛ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔"

"اوہ۔ تب تو باس، وہ شخص بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی بھوبھرا خان۔"

"پتا نہیں۔ ہو سکتا ہے یا نہیں۔" شارنے برا سا منہ بنایا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"خیر۔ اس وقت تمھارے باس کی ترکیب کارگر رہی تھی، اب وہ بُری طرح ناکام رہا ہے ۔ ہم نے نہ صرف لاشیں حاصل کر لیں، بلکہ اس کے دو زندہ ساتھی بھی ۔ اور حامد خالدی کو بھی تلاش کر لیا ہے ۔ میں بہترین ڈاکٹروں کی مدد سے حامد کو جلد از جلد ہوش میں لانے کی کوشش کروں گا ۔ اور ان شاء اللہ ایسا ہو گا۔"

"انسپکٹر صاحب ۔ آپ نے ہمارے باس کی ذہانت کے بارے میں غلط اندازہ لگایا ہے ۔ شاید آپ بھول گئے کہ باس یہاں موجود تھا۔" کالے میاں نے مُنہ بنا کر کہا۔

"نہیں ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے، لیکن میرا خیال ہے ۔ اب وہ یہاں سے جا چکا ہے۔"

"آپ کا خیال ٹھیک ہے ابّا جان ۔ وُہ جا چکا ہے۔" فرزانہ نے فوراً کہا ۔

"یہ بات تم کس طرح کہہ سکتی ہو؟" فاروق نے اسے گھورا۔

"اپنے کانوں کی مدد سے ۔ جُوں ہی اس کے آدمی ہٹ سے بھاگنا شروع ہوئے تھے ۔ میں نے ایک کار کے سٹارٹ ہونے کی آواز سُنی تھی۔"

"ہوں ۔ خیر کوئی بات نہیں ۔ وہ بچ نہیں سکتا ۔ ہم اس کا سُراغ لگا کر رہیں گے۔" یہ کہہ کر وُہ سٹار اور کالے میاں کی طرف

بڑھے :

"تمھارا کیا خیال ہے ۔ خود کو قانون کے حوالے کرنے پر تیار ہو یا ہم تمھیں باندھ کر لے چلیں؟"

"باندھ کر لے جائیں یا اسی طرح لے چلیں ۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"کیا مطلب ۔ کوئی فرق نہیں پڑتا ۔" محمود حیران ہو کر بولا۔

"ہاں ۔ باس تم لوگوں کو آسانی سے یہاں سے نکلنے نہیں دے گا ۔ وُہ کوئی نہ کوئی کام دکھا کر رہے گا۔"

"تم اپنے باس سے کچھ زیادہ ہی خوف زدہ ہو ۔ اگر وُہ اتنا ہی فن کار آدمی ہے تو پھر بھاگ کیوں نِکلا ۔ مُقابلہ کرتا نہ جم کر۔" فارُوق نے جل کر کہا۔

"یہی تو ہم کہہ رہے ہیں کہ وُہ بھاگا نہیں ہے ۔ آس پاس ہی موجود ہے۔"

"ارے بھئی ہمیں ڈرانے کی ۔" فرزانہ کہتے کہتے رُک گئی ۔ اس کی پیشانی پر لکیریں اُبھر آئیں۔

"کیا ہوا فرزانہ ۔ تمھارے الفاظ کی سٹی کیوں گم ہو گئی۔" فارُوق نے مذاق اڑانے کے انداز میں کہا۔

"ہم ۔ میں خاص قسم کی آوازیں سُن رہی ہوں ۔ اور ۔ اور اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو ابّا جان ۔ بھاگیے۔" یہ کہتے ہی وہ اچھل پڑی ۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"بھاگیے۔ کیوں بھاگیے؟" فاروق حیران ہو کر بولا۔

"سبزہ زار آگ کی لپیٹ میں آ چکا ہے۔"

"کیا!" وہ ایک ساتھ چلّائے۔

شار اور کالے میاں ان سے پہلے ہی ہٹ سے باہر چھلانگیں لگا گئے، پھر وہ بھی بے تحاشا دوڑے، لیکن انسپکٹر جمشید نے ایسے میں بھی بدحواسی کا مظاہرہ نہ کیا۔ وہ حامد خالدی کو اٹھانا نہیں بھولے۔ اب حامد خالدی ان کے کندھے پر تھا۔ اور وہ بے تحاشا سڑک کی طرف بھاگ رہے تھے۔ آگ کے شعلے انھیں دُور سے ہی نظر آ رہے تھے۔

خبردار

آگ ایک دائرے کی صورت میں لگائی گئی تھی۔ آخر وہ دوڑتے ہوئے حلقے تک پہنچ گئے۔ اور پھر حلقے کے ساتھ ساتھ اندر چکر کاٹتے چلے گئے، لیکن کوئی جگہ ایسی نہ مل سکی۔ جہاں سے حلقے کو عبور کر سکتے۔

"آگ کو ہی پھلانگنا ہو گا۔ ورنہ ہم سب جل کر بھسم ہو جائیں گے۔ گھاس پھوس خشک ہو کر آگ پکڑتا جا رہا ہے۔ جنگل کی آگ بہت خوفناک چیز ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"تو پھر بسم اللہ کیجیے۔ جس جگہ سے آپ یہ آگ کا سمندر پار کریں گے۔ ہم بھی اسی جگہ سے پار کریں گے۔"

"اچھا۔ اب میں نے جو جگہ مناسب خیال کی۔ اس جگہ سے پار کر جاؤں گا۔ ہوشیار رہنا۔" انھوں نے کہا اور تیزی سے دوڑنے لگے، پھر اچانک انھوں نے چھلانگ لگا دی۔ باقیوں نے بھی ان کی پیروی کی۔ آگ کے شعلے انھیں اپنی طرف لپکتے محسوس

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ہوئے ۔ کپڑوں میں آگ لگتی محسوس ہوئی ۔ دھوئیں کی وجہ سے
آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔ آگے اب کچھ دکھائی نہیں دے
رہا تھا ، لیکن اس کے باوجود وہ بھاگ رہے تھے ۔ گویا آگ
دھوئیں اور کوئلوں کا دریا پار کر رہے تھے ۔ اور انسپکٹر جمشید
کے کندھے پر تو حامد خالدی بھی تھا ۔

جب وہ آگ کے حلقے سے باہر آئے تو ان سب کے کپڑے
آگ پکڑ چکے تھے ۔ جوتوں کا چمڑا جل رہا تھا ۔

"لوٹ لگا جاؤ ۔ جوتے اتار پھینکو ۔" انسپکٹر جمشید بلند آواز
میں بولے ۔

وہ فوراً نیچے گر گئے اور لوٹنے لگے ۔ اس ترکیب سے ان
کے کپڑوں میں لگی آگ بجھ گئی ۔ جوتے بھی انھوں نے اتار پھینکے ،
حلیے خراب ہو چکے تھے ۔ جسموں میں آگ سی لگی تھی ۔ آخر ایک
بار پھر سڑک کی طرف بڑھنے لگے ۔ جیپوں کے بارے میں وہ
سن ہی چکے تھے کہ بے کار کی جا چکی ہیں ۔ یوں بھی آگ نے
انھیں کب چھوڑا ہو گا ۔ لہذا انھوں نے جیپوں کا خیال دل
سے نکال دیا ۔ جانیں بچانے میں کامیاب ہو گئے تھے ، یہی بہت
تھا ۔

سڑک کے کنارے پہنچ کر وہ بے دم ہو کر گر پڑے ۔ اب
انھیں کسی گاڑی کا انتظار تھا ۔ آخر ایک کار کی لائٹیں نظر آئیں ، لیکن

کار شہر کی طرف سے آ رہی تھی :

"کہیں یہ کار بھی باس کی نہ ہو ۔" کالے میاں نے کانپ کر
کہا ۔

"دیکھا جائے گا ۔"

کار نزدیک آ گئی ۔ انسپکٹر جمشید زمین پر لیٹے لیٹے اسے
رکنے کا اشارہ کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ وہ رک گئی ۔ ایک
شخص نے سر باہر نکال کر پوچھا :

"گگ ۔ کیا معاملہ ہے ۔ آپ لوگ اس طرح کیوں لیٹے
ہوئے ہیں ؟"

"آپ جنگل کی طرف نہیں دیکھ رہے ۔ جنگل میں آگ لگ
گئی ہے ۔ ہم آگ میں گھر گئے تھے ۔ بڑی مشکل سے سڑک تک
پہنچے ہیں ۔"

"اوہ ۔ اس کا مطلب ہے ۔ آپ لوگوں کو ہسپتال تک پہنچانا
ہے ۔" کار والے نے کہا ۔

"جی ہاں ۔ لیکن آپ کی کار چھوٹی ہے اور ہم زیادہ ہیں ۔
اس لیے آپ ہم میں سے صرف ایک کو لے جائیں ۔ اور شہری
حدود میں داخل ہوتے ہی کسی پبلک فون بوتھ تک پہنچا دیں ،
باقی کام ہم خود کر لیں گے ۔"

"اچھی بات ہے ۔ آ جائیے ۔ جسے چلنا ہے ۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"محمود۔ تم جاؤ گے۔"

"جی بہتر۔" اس نے کہا اور رینگتے ہوئے کار کے دروازے تک پہنچ گیا۔ نوجوان کار ڈرائیور نے دروازہ کھول دیا اور وہ اندر داخل ہو گیا۔ اُٹھا اس سے نہیں جا رہا تھا:

"ابا جان۔ اگر ان کا تعلق باس سے ہوا تو پھر خدا حافظ۔" محمود کے منہ سے نکلا۔

"کیا مطلب؟" نوجوان نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"نہیں محمود۔ ان کا تعلق اس شخص سے ہرگز نہیں ہے۔ ورنہ یہ ہم میں سے ایک کو ساتھ نہ لے جاتے۔ سب کو اسی جگہ ختم کر دیتے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہوں! یہ بھی ٹھیک ہے۔ خیر۔ پھر بھی خدا حافظ۔"

"ہاں۔ خدا حافظ۔" وہ سب ایک ساتھ بولے۔

ایک گھنٹے بعد وہ سب ہسپتال کے بستروں پر موجود تھے۔ ان کی مرہم پٹی ہو چکی تھی۔ انسپکٹر جمشید حامد خالدی کے بارے میں خاص ہدایات دے چکے تھے۔ ان کے گھروں میں فون کیے جا چکے تھے، پھر سب سے پہلے بیگم جمشید ہسپتال کے کمرے میں داخل ہوئیں:

"اُف اللہ۔ یہ کیا ہوا؟"

"کوئی نئی بات نہیں ہوئی امی جان۔ فکر نہ کریں۔" فاروق

مسکرایا۔

"ہاں! ایک میں ہی تو رہ گئی ہوں فکر کرنے کے لیے۔" انھوں نے بُرا سا منہ بنایا۔

جلد ہی خان رحمان کی آواز سنائی دی:

"ہائیں۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ کیا ہوا جمشید؟"

"آ جاؤ بھئی آ جاؤ۔ سب خیریت ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کہ رہے ہیں سب خیریت ہے۔ تو پھر سب کے سب ہسپتال میں کیوں پڑے ہیں۔ اُٹھ کر گھر کیوں نہیں چلتے۔" پروفیسر داؤد کی آواز سنائی دی اور وہ بھی اندر داخل ہوتے نظر آئے۔

"اوہو۔ آپ بھی تشریف لے آئے۔" خان رحمان بولے۔

"تو تم اکیلے ہی اکیلے مزاج پرسی کا لطف اٹھانا چاہتے تھے بہت خوب۔" پروفیسر داؤد طنزیہ لہجے میں بولے۔

"نہیں نہیں۔ لیجیے۔ پہلے آپ پیٹ بھر لیجیے مزاج پرسی سے۔"

اور وہ سب مسکرانے لگے۔

"لیکن یہ سب ہوا کیسے؟" خان رحمان نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

وہ انھیں تفصیل سنانے لگے۔ جوں ہی خاموش ہوئے۔ خان رحمان اُٹھ کر کھڑے ہو گئے:

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"کیوں۔ کہاں چلے؟"

"ان لوگوں کی اینٹ سے اینٹ بجانے جا رہا ہوں جمشید۔ مجھے روکنے کی کوشش نہ کرنا۔" وہ تلملا کر بولے۔

"لیکن جاؤ گے کہاں۔ ان کا پتا تو ہمارے پاس ہے ہی نہیں۔ کلب اور جنگل میں تو اب وہ ملنے سے رہے۔"

"دھت تیرے کی۔" خان رحمان نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"شکریہ انکل۔" محمود نے فوراً کہا۔

"شکریہ کس بات کا ادا کر رہے ہو۔" خان رحمان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں اپنی ران پر ہاتھ مارنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ یہ کام میری بجائے آپ نے کر دیا۔"

"اوہ اچھا اچھا۔ تم فکر نہ کرو۔ جتنی بار کہو۔ ایسا کر گزروں۔" وہ ہنس کر بولے۔

"بس بس انکل۔ ایک ہی بار کافی ہے، ورنہ آپ کو ہر بار محمود کی طرف سے شکریہ قبول کرنا پڑے گا۔"

"ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے۔" انھوں نے کہا۔

"اچھا جمشید۔ اب کیا پروگرام ہے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"شاید ڈاکٹر صاحبان کل تک چھٹی دے دیں، پھر گھر چلیں گے۔"

"میرا مطلب۔ کل تک تو مجرم نہ جانے کہاں کا کہاں پہنچ چکا

ہو گا۔"

"تو پھر۔" انسپکٹر جمشید حیران ہو کر بولے۔

"پھر یہ کہ میں اور خان رحمان اس کی تلاش میں نکل جاتے ہیں۔"

اور وہ ہنس پڑے۔

"ارے بھئی۔ یہ بات میں نے مذاق میں تو نہیں کہی۔"

"فکر نہ کریں۔ وہ بھاگ نہیں سکتا۔ اس نے یہاں ضرور کوئی لمبا چوڑا چکر چلا رکھا ہے۔ ظاہر ہے۔ لمبے چوڑے چکر کے لیے ہی اتنے آدمی ملازم رکھے جاتے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ ہاں مجھے حامد خالدی کی طرف سے ضرور فکر ہے۔ وہ اسے ختم کرانے یا کرنے کی کوشش ضرور کرے گا۔ کیوں کہ اس کے راز سے اگر کوئی واقف ہے تو وہ۔"

"تو پھر۔ کیا تم اس کی حفاظت کا انتظام کر چکے ہو۔"

"جی ہاں! کر تو چکا ہوں، لیکن مجرم بہت چالاک ہے، وہ بہت تیزی سے حرکت میں آنے کا عادی ہے۔ کہیں اس تک پہنچ نہ جائے۔ اس لیے خان رحمان۔ میں چاہتا ہوں۔ جب تک ہم بستروں سے اٹھنے کے قابل نہیں ہو جاتے۔ تم اس کے پاس موجود رہو۔"

"بہت اچھا۔ میں ابھی چلا جاتا ہوں۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"لیکن تم چوبیس گھنٹے کس طرح نگرانی کر سکو گے۔ میں بھی چلتا ہوں۔ جب تم سو جاؤ گے تو میں نگرانی کروں گا۔"

"چلیے خیر۔ یوں ہی سہی۔"

شگفتہ، حامد، سرور، ناز، بیگم خان رحمان اور بیگم جمشید کو وہیں چھوڑ کر دونوں حامد خالدی کے کمرے کی طرف چلے گئے۔ کمرے کے باہر اگرچہ زبردست پہرہ تھا، لیکن اس کے باوجود انسپکٹر جمشید فکر مند تھے۔ اور اسی بات نے ان دونوں کو فکر مند کر دیا تھا۔ دونوں کو دروازے پر روک لیا گیا:

"آپ لوگ اندر نہیں جا سکتے۔"

"لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم اندر جانے کے لیے ہی آئے ہیں۔"

"آرڈر نہیں ہے۔" ایک نگران نے منہ بنا کر کہا۔

"ہمارے نام پروفیسر داؤد اور خان رحمان ہیں، ہم انسپکٹر جمشید کے دوست ہیں۔"

"آپ کوئی بھی ہوں جناب، یہ حکم انہی کا ہے کہ کوئی بھی اندر نہیں جا سکتا۔"

"کیا ہسپتال کا ڈاکٹر بھی نہیں۔"

"ڈاکٹروں اور نرسوں کو تو خیر جانا پڑے گا۔"

"تو پھر۔ اگر کوئی مجرم ڈاکٹر کے کپڑوں میں آ جائے تو۔"

"ہاں، لیکن ہم ان کا بھی پہلے شناختی کارڈ دیکھیں گے، پھر

اندر جانے دیں گے، جیسا کہ اس وقت بھی کیا ہے۔"

"تو اس وقت بھی اندر ایک ڈاکٹر صاحب موجود ہیں۔" خان رحمان گھبرا کر بولے۔

"ہاں! لیکن ہم نے اطمینان کرنے کے بعد انہیں اندر جانے دیا ہے۔"

"ارے باپ رے۔ کہیں وہ نقلی ڈاکٹر نہ ہو۔ پروفیسر صاحب، آپ ان لوگوں کو سنبھالیں، میں اندر چلا۔" خان رحمان نے بوکھلا کر کہا اور ایک دم اندر داخل ہو گئے۔

"ارے ارے۔" نگران چلا اٹھے۔

"فکر نہ کریں۔ وہ بالکل اصلی خان رحمان ہیں۔" پروفیسر داؤد جلدی سے بولے۔

لیکن انہوں نے تو جیسے ان کا جملہ سنا ہی نہیں۔ فوراً خان رحمان کے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔ اب پروفیسر داؤد کے لیے بھی میدان صاف تھا، لیکن جوں ہی وہ اندر داخل ہوئے، دھک سے رہ گئے۔ خان رحمان کے ہاتھ میں پستول تھا اور انہوں نے سامنے کھڑے ڈاکٹر کے ہاتھ سر سے بلند کروا رکھے تھے۔ ڈاکٹر کے دائیں ہاتھ میں ایک سرنج تھی۔ جس میں دوا بھری ہوئی تھی۔

"آخر یہ کون شخص ہے۔ اور آپ نے انہیں اندر کیوں آنے

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

دیا۔" ڈاکٹر غرایا۔

" غ غ۔ غلطی ہو گئی جناب۔ آپ فکر نہ کریں ، ہم ابھی انھیں باہر نکالے دیتے ہیں۔"

" جی نہیں۔ میں باہر نہیں جاؤں گا۔" خان رحمان بولے۔

" اس صورت میں آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ آپ سرکاری کام میں دخل اندازی کر رہے ہیں۔"

" کوئی پروا نہیں۔" خان رحمان مسکرائے، پھر ان کی نظر پروفیسر داؤد پر پڑی۔ وہ پکار اُٹھے:

" پروفیسر صاحب۔ اس طرح کام نہیں چلے گا۔"

" تب۔ پھر۔ کیسے کام چلے گا۔" پروفیسر داؤد گھبرا گئے۔

" جائیے۔ اور اپنا کام کیجیے، لیکن ذرا جلدی۔"

" اچھا۔" انھوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا اور باہر نکل گئے۔

" یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں اب اور زیادہ نہیں ٹھہر سکتا، مریض کی حالت بہت نازک ہے۔"

" ٹھیک ہے۔ آپ مریض کو انجکشن لگائیے۔ انھیں ہم دیکھ لیتے ہیں۔"

" لیکن ذرا سنبھل کر دیکھیے گا۔ انسپکٹر جمشید نے ہمیں ہدایات دی ہیں کہ اس مریض کو ہر حال میں دشمن سے بچانا ہے اور میں سمجھتا ہو

ہوں۔ دشمن اس وقت اس کے بہت نزدیک ہے۔" خان رحمان نے تیز آواز میں کہا، پھر ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر بولے:

" اے مسٹر! اگر تم نے ہاتھ نیچے گرائے تو گولی مار دوں گا۔ آؤ دیکھوں گا نہ تاؤ۔ ہاں تم نے کیا سمجھ رکھا ہے۔"

" مجھے تو تم پاگل نظر آتے ہو۔" ڈاکٹر نے جل کر کہا۔

" ہو سکتا ہے۔ یہ بات درست ہو، لیکن میں تمھارے لیے پاگل ثابت نہیں ہوں گا۔"

" کم عقل بھی ہو۔ تمھیں اتنی بھی عقل نہیں کہ اگر میں کوئی نقلی ڈاکٹر ہوتا تو کبھی کا گھبرا چکا ہوتا اور بھاگنے کی فکر کرتا، لیکن میں ہوں کہ اسی طرح ڈٹا کھڑا ہوں۔"

" اوہ۔ ہاں۔ واقعی۔ یہ بات تو ہے۔ مم۔ مگر نہیں۔ غلط۔ بالکل غلط۔ تم اس پستول کی وجہ سے اپنی جگہ کھڑے ہو۔ ورنہ شاید بھاگ چکے ہوتے۔"

" میں مریض کو انجکشن لگا رہا ہوں۔ تم گولی مار دو۔" یہ کہتے ہی اس نے ہاتھ نیچے گرا دیے۔

" اے۔ خبردار۔ ہوشیار۔ میں گولی چلا رہا ہوں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی خان رحمان نے گولی چلا دی۔۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ہسپتال کا کمرہ

گولی کی آواز نے ہسپتال میں ہل چل مچا دی۔ ادھر کمرے کے اندر ڈاکٹر دھڑام سے گرا اور سرنج اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گئی، لیکن پھر فوراً ہی وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ گولی اس کے کندھے کے اُوپر سے گزر کر دیوار سے جا ٹکرائی تھی اور دیوار کا بہت سا پلستر اکھڑ گیا تھا۔

"یہ نہ سمجھنا کہ میرا نشانہ چوک گیا ہے۔ دراصل میں نے جان بوجھ کر تمھارے کندھے سے ایک انچ اوپر گولی چلائی تھی۔ میں ایک ریٹائرڈ فوجی ہوں۔ کیا سمجھے۔"

"صرف اور صرف یہ کہ تمھارا ضرور دماغ چل گیا ہے اور یہ بات اب بہت جلد درست ثابت ہو جائے گی۔"

اسی وقت دوڑتے قدموں کی آوازیں اُبھریں۔ اور پھر انسپکٹر جمشید، محمود، فارُوق اور فرزانہ اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے دوسرے بھی تھے۔ پھر چند ڈاکٹر، نرسیں اور ہسپتال کے دُوسرے

مُلازم اندر داخل ہوئے:

"کیا گولی اس کمرے میں چلی ہے؟" آنے والے ڈاکٹر نے پُوچھا۔

"کمرے کے ادھڑے ہوئے پلستر سے تو یہی ظاہر ہے۔" خان رحمان بولے۔

"بھئی واہ۔ اچھا جواب ہے۔"

"اس نے گولی چلائی ہے ڈاکٹر مبین۔" پہلے سے موجود ڈاکٹر نے آنے والے ڈاکٹر سے کہا۔

"ڈاکٹر گل شیر۔ یہ آپ ہیں۔ یہاں کیا ہوا ہے؟"

"یہ مریض میرے چارج میں ہے۔ میں اسے انجکشن لگانے آیا تو یہ حضرت بلا اجازت اندر گھس آئے اور پستول نکال لیا۔ مجھے ہاتھ اوپر اُٹھا لینے کا حکم دیا۔ میں ڈر گیا، سمجھا کہ شاید کوئی ڈاکو ہے۔ ہاتھ اوپر اٹھا دیے، پھر نگران اندر آ گئے، اُنھوں نے اس شخص کو سمجھانا شروع کیا، لیکن یہ حضرت نہیں مانے۔ ادھر مریض کو جلد انجکشن دینا ضروری ہے۔ اس کی حالت نازک ہے؛ چنانچہ میں نے فرض سے مجبور ہو کر ہاتھ نیچے گرا دیے اور انجکشن دینے کے لیے آگے بڑھا ہی تھا کہ اس نے گولی چلا دی۔ گولی میرے کندھے کے اوپر سے گزر گئی۔ یہ ہے کُل واقعہ۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"اوہ!" ڈاکٹر مبین کے منہ سے نکلا — اس کی نظریں خان رحمان پر جم گئیں۔

"آپ کون ہیں؟"

"یہ خان رحمان ہیں — انھوں نے جو کچھ کیا، میری ہدایات پر کیا۔" انسپکٹر جمشید نے پرسکون انداز میں آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب — کیا آپ نے انھیں گولی چلانے کے لیے کہا تھا؟"

"خیر — یہ بات تو نہیں، لیکن میں نے ان سے یہ ضرور کہا تھا کہ اس مریض کو قاتل سے بچانا ہے — اسے ہم پہلے ہی قاتلوں کے چنگل سے نکال کر لائے تھے — خطرہ تھا کہ قاتل پھر اسے ٹھکانے لگانے کی کوشش کریں گے — اسی لیے یہاں نگران موجود ہیں، لیکن میں نگرانوں کی طرف سے مطمئن نہیں تھا — ادھر ہماری جسمانی حالت ایسی نہیں تھی کہ خود نگرانی کر سکتے؛ چنانچہ میں نے اپنے ان دونوں دوستوں کو نگرانی کے لیے بھیج دیا — لیکن معلوم ہوتا ہے — یہاں کچھ اور ہی بات ہو گئی ہے — یہ اصلی ڈاکٹر کو نقلی ڈاکٹر خیال کر بیٹھے۔"

"ہاں جمشید — یہی بات ہے، لیکن اس میں خان رحمان کا کوئی قصور نہیں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"بالکل — مجھے خیال گزرا تھا کہ یہ شخص کہیں اسے ہلاک نہ کرنے والا ہو — اس لیے میں نے اچانک پستول نکال لیا، لیکن

اب معلوم ہوا کہ یہ ڈاکٹر تو بالکل اصلی ڈاکٹر ہیں؛ چنانچہ میں معافی چاہتا ہوں۔"

"اتنا بڑا واقعہ ہو جائے اور معافی مانگ کر ختم کر دیا جائے، یہ نہیں ہو سکتا — آپ نے سرکاری کام میں دخل اندازی کی ہے۔"

"ہوں — ٹھیک ہے — تو پھر میں قانون کے مطابق سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں، لیکن مشکل یہ ہے کہ مجھے آپ کی شکل صورت مجرموں کی سی لگی تھی۔" خان رحمان نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

اور وہ مسکرا دیے — ڈاکٹر گل شیر نے جل کر کہا:

"آپ کو تو میری شکل اب بھی ڈاکوؤں جیسی لگ رہی ہو گی —"

"جی ہاں جناب — اس میں کوئی شک نہیں۔" خان رحمان نے مسکرا کر کہا۔

"ڈاکٹر صاحب — آپ مریض کو انجکشن لگائیے — اس معاملے پر پھر غور کر لیا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے — مجھے تو کوئی اعتراض نہیں — میں تو انجکشن لگا ہی دوں گا۔"

اس نے کہا اور سرنج اٹھانے کے لیے جھکا، لیکن وہ تو ٹوٹ چکی تھی —

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"اوہو – یہ تو ٹوٹ چکی ہے۔" ڈاکٹر نے منہ بنا کر کہا۔

"کوئی بات نہیں – میری سرنج لے لیں۔" ڈاکٹر مبین نے جلدی سے کہا اور نرس کے ہاتھ میں پکڑے ٹرے میں سے سرنج اٹھا کر دے دی۔

ڈاکٹر گل شیر نے سرنج لی – اپنی دواؤں کی ٹرے میں سے دوا کی ایک شیشی اٹھائی – سرنج میں دوا بھری اور ایک بار پھر حامد خالدی کی طرف بڑھا:

"لیکن جناب – آپ کی نرس کہاں ہے؟" انسپکٹر جمشید کا سوال کمرے میں گونج اٹھا۔

"تھوڑی دیر پہلے چھٹی لے کر چلی گئی ہے – کیوں کیا بات ہے؟"

"یہ بات مجھے عجیب سی لگی تھی کہ آپ اپنی ٹرے خود اٹھا کر لائے ہیں۔"

"اس میں عجیب بات کیا ہے – دوسروں کی خدمت کرنے میں ہی تو لطف ہے۔" ڈاکٹر گل شیر مسکرایا۔

"جی ہاں – یہ تو ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

ان کی نظریں ڈاکٹر پر جمی تھیں – وہ حامد خالدی کی آستین اوپر چڑھا رہا تھا:

"کیا آپ مریض کو پہلے بھی انجکشن دے چکے ہیں؟" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"جی نہیں – دراصل یہ مریض ایک دوسرے ڈاکٹر کے چارج میں تھا، اتفاق کی بات کہ اسے بھی کوئی کام پڑ گیا اور وہ اسے میرے حوالے کر کے چلا گیا۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اور اس ڈاکٹر کا نام کیا ہے؟" انسپکٹر جمشید چونک کر بولے۔

"اس کا نام – اس کا نام محبوب الٰہی ہے۔"

"شکریہ – مہربانی فرما کر آپ اس مریض کو انجکشن نہ لگائیں۔" انسپکٹر جمشید نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب – انجکشن نہ لگاؤں۔"

"ہاں – نہ لگائیں۔ پہلے ڈاکٹر محبوب الٰہی کو آ لینے دیں۔"

"وہ آج نہیں آئیں گے۔"

"کوئی بات نہیں۔ ہم بھی انہیں انجکشن کل لگوا لیں گے۔" وہ بولے۔

"یہ کیا بات ہوئی انسپکٹر صاحب – ڈاکٹر ہم ہیں، آپ نہیں۔" ڈاکٹر مبین نے برا سا منہ بنایا۔

"اور اس مریض کو ہسپتال میں ہم لائے ہیں، آپ نہیں – یہ میں جانتا ہوں، یہ مریض کس قدر اہم ہے اور اس کی زندگی کس قدر ضروری ہے – مہربانی فرما کر مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ ڈاکٹر محبوب الٰہی کون سی دوا تجویز کر کے دے گئے تھے – کیا وہ خود دے گئے تھے یا صرف آپ کو دوا کا نام بتا

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

گئے تھے؟

"دوا کی شیشی ہی میرے حوالے کر گئے تھے۔"

"اوہ۔ تب ہم اس دوا کو پہلے چیک کریں گے۔"

"جی کیا مطلب؟"

"میرا خیال ہے، اس شیشی میں زہر شامل کر دیا گیا ہے۔" انھوں نے کہا۔

"نن۔ نہیں۔" ڈاکٹر گل شیر چلا اُٹھا۔

"مہربانی فرما کر یہ انجکشن کسی بلی کو لگا کر دیکھا جائے۔ فوراً۔" انسپکٹر جمشید چلا اُٹھے۔

ان کی آواز نے کمرے میں سکتہ طاری کر دیا، پھر ڈاکٹر مبین کے اشارے پر ہسپتال کے دو مُلازم دوڑتے ہوئے چلے گئے۔ واپس آئے تو ان کے ہاتھوں میں بلی تھی۔

"ڈاکٹر گل شیر۔ مہربانی فرما کر یہ انجکشن بلی کو لگا دیں۔" وہ بولے۔

"اُف خدا۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔" گل شیر نے کپکپاتی آواز میں کہا اور انجکشن بلی کو لگا دیا۔

بلی کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور پھر اس کی گردن ڈھلک گئی۔

ان کی آنکھیں حیرت اور خوف کی زیادتی سے پھیل گئیں۔

★

"ڈاکٹر گل شیر کو حراست میں لے لیا جائے۔"

"لل۔ لیکن۔ لیکن۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ یہ کام ڈاکٹر محبوب الٰہی کا ہے۔" گل شیر نے چیخ کر کہا۔

"گھبرائیے نہیں ڈاکٹر صاحب۔ اگر یہ کام ڈاکٹر محبوب الٰہی کا ہے تو آپ پر کوئی زد نہیں آئے گی۔ فی الحال آپ کو حراست میں لینا مجبوری ہے۔ یا چلیے۔ آپ ان نگرانوں کے پاس رہیے۔ کیا ڈاکٹر محبوب الٰہی کے گھر کا فون نمبر مل سکتا ہے؟"

"جی ہاں کیوں نہیں۔ ان کا نمبر ۴۳۴۵۱ ہے۔" ڈاکٹر مبین نے فوراً کہا۔

انسپکٹر جمشید فون پر جھک گئے۔ نمبر ملائے اور سلسلہ ملنے پر ان کے حلق سے ڈاکٹر گل شیر کی آواز نکلی۔ کمرے میں موجود لوگ حیران رہ گئے:

"ہیلو ڈاکٹر صاحب۔ گل شیر بول رہا ہوں۔ آپ اس نئے مریض کے لیے جو انجکشن دے گئے تھے۔ گر کر ٹوٹ گیا۔ اب کیا کیا جائے۔ یہاں سے دوسرا لے کر لگا دوں یا۔" اتنا کہہ کر وہ رک گئے۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"کیا کہا۔ وہ گر کر ٹوٹ گیا۔ خیر آپ وہاں سے لے کر لگا دیں۔ میں جس کام آیا تھا۔ وہ ہو گیا ہے اور میں ڈیوٹی پر آ رہا ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شکریہ ڈاکٹر۔ ویسے جلدی آنے کی ضرورت نہیں، میں انجکشن لگائے دیتا ہوں۔"

"نہیں۔ اب میں بے کار بیٹھ کر کیا کروں گا۔"

"شکریہ جناب۔" یہ کہہ کر انھوں نے ریسیور رکھ دیا۔ ڈاکٹر مبین سے ڈاکٹر محبوب الٰہی کا پتا معلوم کیا اور اکرام کو ہدایات دیں۔ وہ فوراً روانہ ہو گیا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ آپ کی نرس کا کیا نام پتا ہے۔ اس کا بھی فون نمبر لکھوا دیں۔"

"ثریا منیر۔" یہ کہتے ہوئے اس نے فون نمبر لکھوا دیا۔

انھوں نے اس کے نمبر ملائے، لیکن وہ ان نمبروں پر نہ ملی۔ اب انھوں نے کچھ سوچ کر ایک بار پھر ڈاکٹر محبوب الٰہی کے نمبر ڈائل کیے۔ جلد ہی سلسلہ مل گیا، لیکن اس بار کسی ملازم نے ریسیور اٹھایا تھا:

"ڈاکٹر صاحب ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے بالکل ہی بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"جی نہیں۔ ابھی ابھی ہسپتال چلے گئے ہیں۔"

"نرس ثریا منیر تو ابھی یہاں ہی ہوں گی۔"

"جی ہاں۔ وہ ہیں۔"

"مہربانی فرما کر فون کا ریسیور انھیں دے دیں۔" انھوں نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر ایک باریک سی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ اچھل پڑے۔ آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ انھوں نے جلدی سے محمود، فاروق اور فرزانہ کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔ وہ بڑی مشکل سے نزدیک ہونے میں کامیاب ہوئے۔ وہ پہلے بھی بڑی مشکل سے اپنے کمرے سے حامد خالدی کے کمرے تک آئے تھے۔ اس وقت تک انسپکٹر جمشید نرس سے بات شروع کر چکے تھے:

"مجھے ڈاکٹر محبوب الٰہی صاحب سے ضروری کام ہے۔" انھوں نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"وہ ہسپتال جا چکے ہیں۔" دوسری طرف سے اسی باریک آواز میں کہا گیا۔ محمود، فاروق اور فرزانہ کی آنکھیں بھی پھیل گئیں، کیوں کہ یہ بالکل اسی پُراسرار ہمدرد کی آواز تھی۔ جو انھیں فون کرتا رہا تھا۔

"لیکن ہسپتال والوں نے تو یہی بتایا ہے کہ وہ چھٹی لے کر چلے گئے ہیں۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"ہاں چھٹی لے کر آ گئے تھے ، پھر چلے گئے ، لیکن آپ کو یہ کس نے بتایا کہ میں یہاں ملوں گی؟"

"ڈاکٹر محبوب الٰہی صاحب نے ہی ایک بار بتایا تھا۔" انسپکٹر جمشید نے گول مول انداز میں کہا۔

"اوہ اچھا — اب وہ آپ کو ہسپتال میں ہی ملیں گے۔"

"شکریہ!" انھوں نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

اب انھوں نے حوالدار محمد حسین آزاد کو فون کیا اور اسے بھی کچھ ہدایات دیں۔

"لو بھئی — مجرم تیار ہے — ویسے یہ کیس بھی عجیب ثابت ہوا — ابھی تک ہم یہ معلوم نہیں کر سکے کہ مجرم کا کاروبار کیا ہے — اس نے حامد خالدی کو کیوں اغوا کیا تھا — اسے ذہنی طور پر کیوں ناکارہ بنا دیا اور پھر موت کے گھاٹ اتارنے کی کیوں کوشش کی۔"

"ہمیں تو اب تک یقین نہیں آ رہا کہ ڈاکٹر محبوب الٰہی مجرم ہو سکتا ہے۔"

"ٹھہرو — مجھے ایک اور خیال آیا — ڈاکٹر گل شیر صاحب — کیا اس سے پہلے بھی یعنی اب سے ایک گھنٹہ پہلے ڈاکٹر محبوب الٰہی ڈیوٹی پر موجود تھا۔"

"جی نہیں — ان کی ڈیوٹی تو شروع ہی تھوڑی دیر پہلے ہوئی

تھی — اسی وقت وہ مجھے دوا کی شیشی دے کر چلے گئے۔" ڈاکٹر گل شیر نے بتایا۔

"اوہ — اب تو میں سو فیصد یقین سے یہ سکتا ہوں کہ مجرم ڈاکٹر محبوب الٰہی ہی ہے۔"

"آپ کو سو فیصد یقین ہو گیا تو پھر بات ہی کیا رہ گئی۔" فاروق مسکرایا۔

"اگر حامد خالدی ہوش میں آ جاتا تو ہم سارا راز ایک پل میں جان جاتے — خیر — کوئی بات نہیں۔"

اسی وقت ایک ڈاکٹر اندر داخل ہوا — یہ وہ تھا جو انہیں دیکھ رہا تھا — اس کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار تھے:

"آپ لوگ یہاں کیوں آ گئے — میں نے تو آپ کو آرام کرنے اور بستروں سے نہ اٹھنے کی ہدایات دی تھیں۔"

"افسوس — ڈاکٹر صاحب — ہم آپ کی ہدایات پر عمل نہ کر سکے، ایک مریض کی جان خطرے میں تھی۔"

"مریض کے لیے آپ لوگ کیا کر سکتے ہیں — یہاں ڈاکٹر تھوڑے ہیں کیا۔"

"اس مریض کے لیے ہم ہی ڈاکٹر ثابت ہوئے ہیں — ان سب لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھ کر جواب معلوم کر لیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے — ڈاکٹر صاحب نے سب کی طرف دیکھا — انھوں

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

نے سر ہلا دیئے۔ جیسے کہ رہے ہوں۔ جی ہاں۔ یہی بات ہے۔"

"کیا مطلب۔" ڈاکٹر کے مُنہ سے نِکلا۔

اسی وقت تیز تیز قدموں کی آواز اُبھری۔ اور پھر ایک ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔

ہَوائیاں

اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ یہ ہوائیاں اتنے بہت سے آدمیوں کو کمرے میں دیکھ کر اور بھی زیادہ ہو گئیں۔ ابھی اس کی نظریں انسپکٹر جمشید وغیرہ پر نہیں پڑی تھیں۔ پڑ بھی جاتیں تو بھی کوئی بات نہیں تھی۔ ان کے چہرے تو پٹیوں کی زد میں تھے :

"یہ یہاں اتنے لوگ کیوں جمع ہیں۔" اس کی آواز گونجی۔

"ڈاکٹر محبوب الٰہی۔ یہ سب لوگ آپ ہی کا انتظار کر رہے ہیں۔" ڈاکٹر گل شیر نے کہا۔

"میرا انتظار۔ کیوں۔ کیا بات ہے؟"

"پہلے جو سرنج بھری وہ گر کر ٹوٹ گئی۔ ہم نے اس شیشی میں سے دوسری سرنج بھری۔ اور ایک بی کو لگا دی۔" انسپکٹر جمشید بول پڑے۔

"بی کو لگا دی۔" یہ کہتے ہوئے وہ ان کی طرف مڑا اور

چونک اُٹھا:

"تت۔ تم۔ تم۔ کون ہو؟"

"پٹیوں زدہ انسپکٹر جمشید۔ میرے باقی ساتھی بھی ہیں۔" وہ بولے۔

"نن۔ نہیں۔"

"اب نہیں اور ہاں سے کام نہیں چلے گا۔ مُردہ بلّی سے سبق سیکھو۔" انسپکٹر جمشید بولے۔ ان کے ساتھی بے ساختہ مُسکرا دیے۔

ڈاکٹر کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا تو دُوسرا جا رہا تھا۔ ایسے میں انسپکٹر جمشید بولے:

"محمود، فارُوق، فرزانہ۔ تم نے اسے پہچانا؟"

"بھئی واہ۔ یہ تو شعر بن گیا۔" فارُوق نے خوش ہو کر کہا۔

"میری بات کا جواب دو۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"جی ہاں۔ اگر اس کے چہرے پر مونچھوں کا اضافہ کر دیا جائے تو پھر ہم اسے پہچان لیں گے۔" فارُوق نے کہا۔

"ہوں۔ تم ٹھیک نتیجے پر پہنچے۔ اس صورت میں یہ بھوبھرا خان بن جائے گا۔ وہی جس کی کار سڑک پر اُلٹی پڑی تھی اور جو خود بھی اگلی سیٹ سے بندھا ہوا پایا گیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ وہی ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ اس کا ایک روپ اور ہے۔ اور وہ روپ بہت زیادہ زہریلا ہے۔ تم سیاہ ناگ

کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"سیاہ ناگ کے بارے میں۔ اس بارے میں بہتر ہو گا آپ انکل منور علی خان سے بات کر لیں۔" فارُوق نے فوراً کہا۔

"محمود۔ تم بتاؤ۔ یہ تو وقت ضائع کرنے پر تُلا رہتا ہے۔"

"سیاہ ناگ کا ڈسا پانی نہیں مانگتا۔ یعنی فوراً ہی مر جاتا ہے۔" محمود بولا۔

"بالکل ٹھیک۔ یہ شخص سیاہ ناگ سے بھی کچھ زیادہ زہریلا ہے۔" انھوں نے کہا۔

"لیکن ابّا جان۔ آپ کو کس طرح معلوم ہو گیا۔ ابھی تک ہمیں معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ شخص کاروبار کیا کر رہا ہے؟"

"اس کی شکل دیکھ کر اندازہ ہو گیا ہے۔ ابھی جب اس کی آنکھوں پر سنہری فریم کی عینک لگائی جائے گی اور دائیں گال پر ایک سیاہ اُبھرا ہوا تِل بھی لگا دیا جائے گا تو ہمیں اس کی کچھ اور ہی صورت نظر آئے گی اور وہ صورت تمھیں اُچھل پڑنے پر مجبور کر دے گی۔ ویسے اگر تم نہ اُچھلے تو میں کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔" انسپکٹر جمشید شوخ انداز میں بولے۔

پھر انھوں نے ریسیور اُٹھایا اور چند فون کیے۔ انھوں نے اشارات کی زبان میں ہدایات دی تھیں۔ ان کے پلّے نہیں پڑ سکیں۔ کمرے میں اب موت کا سناٹا طاری ہو چکا تھا۔ ہر

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

شخص آنے والے ڈاکٹر یا جھو بھرا خان کو گھور رہا تھا ۔ ایسے میں انسپکٹر جمشید بولے :

" ہاں تو مسٹر جھو بھرا خان ۔ عرف ڈاکٹر محبوب الٰہی ۔۔ اب کیا خیال ہے ۔ ساری کہانی اپنے منہ سے اُگلتے ہو یا پھر میں اطلاعات کا انتظار کروں ۔"

ڈاکٹر محبوب الٰہی کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا ۔ اس کا چہرہ تاریک پڑتا جا رہا تھا ۔ اور پھر فون کی گھنٹی بجی ۔ انسپکٹر جمشید نے ریسیور اُٹھا لیا ۔ فون سنتے رہے ۔ ریسیور رکھا ہی تھا کہ پھر فون کی گھنٹی بجی ۔ اس بار بھی وہ فون سنتے رہے ، ریسیور رکھا تو تیسری بار پھر فون کی گھنٹی بجی ۔ اور آخر وہ ریسیور رکھتے ہوئے ان کی طرف مڑے :

" لیجیے حضرات ۔ معلومات حاصل ہو گئیں ۔۔ ان صاحب کا پول کھل گیا ۔۔ معلوم ہو گیا کہ یہ کتنے پانی میں ہیں ۔۔ یہ بات بھی علم میں آ گئی کہ یہ صاحب کیا کاروبار کرتے رہے ہیں ۔ انھوں نے حامد خالدی کو کیوں اغوا کیا تھا ۔ یہ بے چارے اور کر بھی کیا سکتے تھے ۔ اغوا کیے بغیر کوئی چارہ جو نہیں تھا ، پھر جب اس کی بیوی تنگ آ کر ہمارے پاس آئی تو یہ گھبرایا ۔ اس کے آدمی ہر وقت نگرانی کرتے رہتے تھے ؛ چنانچہ اس نے ہماری نگرانی بھی شروع کرا دی ۔۔ نرس ثریا منیر نے مردانہ آواز میں

ہمیں فون کرنا شروع کیے ۔۔ مقصد صرف ہمیں اُلجھانا تھا ۔ اور ہم اُلجھ بھی گئے ۔ تفتیش ایک دن ہمیں ان تک پہنچا تو ضرور دیتی ، لیکن شاید اس میں کچھ وقت لگ جاتا ۔ اللہ کی مہربانی ایسی ہوئی کہ ہم حامد خالدی کو زندہ سلامت جنگل سے نکال لانے میں کامیاب ہو گئے ۔۔ اب جھو بھرا خان عرف ڈاکٹر محبوب الٰہی اور بھی پریشان ہوئے ۔ اور انھوں نے ہسپتال میں حامد خالدی کو ختم کرنے کا پروگرام بنا لیا ۔ ادھر میں اس کی حفاظت کے لیے بہت فکر مند تھا ۔ میں نے اپنے دوستوں کو اس کی طرف روانہ کر دیا ۔ ڈاکٹر محبوب الٰہی نے حامد خالدی کو موت کے گھاٹ اُتارنے کا کام خود کرنے کی بجائے ڈاکٹر گل شیر کے ذمے لگایا ۔ تاکہ اگر کوئی خطرہ بھی پیش آ جائے تو یہ پھر بھی بھاگ سکے ، لیکن اس کا بُرا وقت آ چکا تھا ۔ خان رحمان اڑ گئے اور اس طرح حامد خالدی کو انجکشن نہ لگ سکا ۔ لہٰذا تمام حالات آپ کے سامنے ہیں ۔ لیجیے ۔ ثریا منیر صاحبہ بھی آ گئیں ۔"

سب دروازے کی طرف مڑے ۔ اکرام نرس کو ہتھکڑیاں پہنائے اندر لا رہا تھا ۔

" ہاں ۔ محمود ، فاروق ، فرزانہ ۔ تم اس کے بھیانک روپ کے بارے میں اندازہ لگا چکے ہو یا نہیں ۔ کہیں مجھے سنہری فریم کی عینک اور سیاہ تل کا انتظام تو نہیں کرنا پڑے گا ۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"جی نہیں ۔ یہ مسٹر ریاض ہے ۔ ریاض میڈیکل سٹور کا مالک ، جس کی دکان پر حامد خالدی ملازم تھا ۔" فرزانہ بولی ۔

"بہت خوب ۔ تم نے ٹھیک پہچانا فرزانہ ۔" وہ خوش ہو کر بولے ۔

"ہم بھی پہچان چکے تھے ابا جان ۔" فاروق جلدی سے بولا ۔

"ہاں ۔ یہ ٹھیک ہے ۔ میں تمھارے چہروں کا جائزہ لے چکا ہوں ، لیکن تم اب تک یہ اندازہ نہیں لگا سکے ہو گے کہ یہ سب چکر کیا ہے ۔"

"جی ہاں ! ابھی تک اندازہ نہیں لگا سکے ۔"

"اس سوال کا جواب اکرام دے گا ۔ ہاں اکرام شروع ہو جاؤ ۔"

"بہت بہتر سر ۔ ڈاکٹر محبوب الٰہی کی کوٹھی بہت بڑی ہے ، اس کی کوٹھی کے اندر جعلی دواؤں کا ایک کارخانہ کھلا ہوا ہے ، جہاں دھڑا دھڑ جعلی دوائیں تیار ہو رہی ہیں ۔ ریاض میڈیکل سٹور تھوک کی دکان ہے ۔ جہاں جعلی دوائیں بالکل اصلی دواؤں کی پیکنگ میں فروخت کی جاتی ہیں اور ان کے ایجنٹ ہر شہر کی دکان پر پہنچاتے ہیں ۔ یہ جعلی دوائیں دکاندار جان بوجھ کر رکھتے ہیں ۔ انھیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ جعلی ہیں ، لیکن پھر بھی رکھتے ہیں ۔ تھوک والے بھی

اور پرچون والے بھی ۔ اور یہ سب لوگ ایسا صرف مالی فائدے کے لیے کرتے ہیں ، کیوں کہ ان دواؤں پر کمیشن تیس فیصد کے قریب ملتی ہے ۔ جب کہ اصلی دواؤں پر دس فیصد کمیشن ہے ۔ ان حالات میں یہ گھناؤنا کاروبار جاری تھا ، نہ جانے حامد خالدی کو کیا ہوا ۔ اس کا ضمیر جاگ اُٹھا ۔ یا وہ نیا ملازم تھا اور اسے اس کاروبار کا پتا ہی نہیں تھا ۔ لہذا ملازم تو وہ ہو گیا ، لیکن جب اسے اس گھناؤنے کاروبار کا پتا چلا تو باغی ہو گیا اور شاید ریاض سے جھگڑ پڑا ۔ یا اس نے دھمکی دے دی کہ پولیس کو اِطلاع دے دے گا ۔ یا سی آئی ڈی کو اِطلاع دے گا ؛ چنانچہ اسے غائب کر دیا گیا ۔ اور اس کی بیوی کی نگرانی شروع کر دی گئی ۔ پولیس کے پاس اس کی بیوی گئی اور اس کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی ، لیکن ان لوگوں نے کوئی پروا نہ کی ، کیوں کہ پولیس بھی اس کے کاروبار میں شریک ہے ۔ اسے بھی حصّہ ملتا ہے ۔ ڈرگ انسپکٹر جو دواؤں کے سیمپل بھرتا ہے ۔ خود ان دواؤں کو دکانوں پر رکھواتا ہے ، کیوں کہ اس کا بھی حصّہ ہے ۔ یہ سب لوگ اپنے اپنے حصّے وصول کر رہے ہیں اور قوم کے بیمار لوگوں کو جعلی دوائیں کھلا رہے ہیں ۔ وہ مریض کیا خاک اچھے ہوں گے ۔ اُف خدا ۔ کیا اس

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

سے بڑا جرم بھی کوئی ہوگا۔ یہ تو قتل کر دینے سے بھی بڑا جرم ہے۔"

سب انسپکٹر اکرام کی آواز جذبات کے بوجھ تلے دب گئی۔۔ کمرے میں موت کا سناٹا طاری ہوگیا۔ انھیں یوں لگا جیسے اب اس کمرے میں کبھی کوئی بول ہی نہیں سکے گا۔

www.urdufanz.com------- www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me